اصلاح معاشرہ

قسط دوم

قَوَارِیۡر۔ قَوّٰامُوۡن

یکے از مطبوعات
شعبۂ اشاعت لجنہ اِماءِ اللہ کراچی بسلسلہ صدسالہ جشن تشکّر

اصلاح معاشرہ

قسط دوم

ترتیب و ترجمہ

محمودہ امۃ السمیع وہاب

اصلاح معاشرہ کمیٹی لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

یکے از مطبوعات

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی بسلسلہ صد سالہ جشن تشکر

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جشن صد سالہ کی تیاری میں اصلاح معاشرہ کمیٹی لجنہ اماء اللہ کے تحت لکھی جانے والی کتاب "قَوَارِیر۔ قَوَّامُون" کے نام سے تیار ہو گئی ہے۔ اس میں مردوں اور عورتوں کے حقوق و فرائض کی وضاحت از روئے قرآن مجید و احادیث مبارکہ کی گئی ہے تاکہ محض حقوق و فرائض سے لاعلمی کی وجہ سے کسی فریق پر ظلم یا زیادتی نہ ہو سکے۔ اس مفید کتاب کو میں نے پڑھا ہے اور شعبہ اشاعت ربوہ سے بھی منظور شدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ صدر اصلاح معاشرہ کمیٹی محمودہ امۃ السمیع اور سیکرٹری اشاعت امۃ الباری ناصر صاحبہ کو جزائے خیر عطا کرے جن کی کوشش اور محنت سے یہ کتاب تیار ہو کر سامنے آئی ہے۔ اور سب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ تا ہر گھر جنت نظیر بن جائے۔

والسلام

سلیمہ میر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ حال

میاں بیوی کے حقوق و فرائض کوئی نیا موضوع نہیں۔ یہ موضوع اس وقت تک زیر بحث رہے گا۔ جب تک کرۂ ارض پر مرد عورت موجود ہیں موضوع پرانا ہے مگر اندازِ بیاں نے بات بدل دی ہے موجودہ دور کے مسائل کی سنگینی اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ اس مسئلے پر بحث کی جاتی رہے۔ خاکسار نے اس کتاب میں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے خلفائے کرام کے ارشادات کو یکجا کیا ہے۔ احادیث کے انتخاب کا کام سیکریٹری اصلاح معاشرہ کمیٹی محترمہ روبینہ منعم صاحبہ نے کیا ہے۔ ان کے علاوہ امۃ الباری ناصر اور محترمہ صوفیہ اکرم چٹھہ صاحبہ نے رہنمائی کی منصورہ انجم صاحبہ بنت عصمت اللہ صاحب اور اپنی والدہ صاحبہ بیگم چوہدری شریف احمد وڑائچ صاحب کی اعانت بھی شامل رہی۔ ان سب کے تعاون سے یہ کام خاطر خواہ طریق پر پایۂ تکمیل تک پہنچا خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس کوشش سے معاشرتی اصلاح اور عائلی مسائل کے سلجھاؤ کی صورت پیدا ہو کر حسین معاشرہ جنم لے۔ آمین۔

خاکسار

محمودہ امۃ السمیع

اہلیہ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) چوہدری محمد عبدالوہاب صاحب

صدر اصلاحِ معاشرہ کمیٹی لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا

فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۵﴾

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵

ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے آگے نکل جائے۔ تو اسے وہ آگ میں داخل کرے گا۔ جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہتا چلا جائے گا۔ اور اس کے لئے رسوا کرنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

ش

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اِس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے باہر ہو جائے۔ خدا اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔ اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس پر ذلیل کرنے والا عذاب نازل ہو گا۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۶)

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

ارشاداتِ نبویؐ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قَوَارِیْر۔ قَوّٰامُوْن

○

عورت کی حیثیت کے متعلق اسلام کی انقلابی تعلیم

سورۃ بقرہ آیت ۲۲۹ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۲۹﴾

ترجمہ:۔ اور جس طرح ان پر (یعنی عورتوں پر) کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ویسے ہی مطابق دستور انہیں بھی کچھ حقوق حاصل ہیں۔ ہاں مگر مردوں کو اُن پر ایک طرح کی فوقیت حاصل ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں۔ پھر وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ میں عام قانون بتایا کہ مردوں اور عورتوں کے حقوق بحیثیت انسان ہونے کے برابر ہیں۔ جس طرح عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مردوں کے حقوق کا خیال رکھیں اسی طرح مردوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق

ادا کریں۔ اور اس بارہ میں کسی قسم کا ناواجب پہلو اختیار نہ کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عورتوں کے کوئی حقوق تسلیم ہی نہیں کئے جاتے تھے۔ بلکہ انہیں مالوں اور جائیدادوں کی طرح ایک منتقل ہونے والا ورثہ خیال کیا جاتا تھا۔ اور ان کی پیدائش کو صرف مرد کی خوشی کا موجب قرار دیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ مسیحی جو اپنے آپ کو حقوق نسواں کے بڑے حامل کہتے ہیں۔ ان کے نوشتوں میں بھی عورت کی نسبت لکھا ہے۔

" اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے "

(تمناتھیس باب ۲۔ آیت ۱۲)

صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورت کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے عورتوں کے برابر کے حقوق قائم کئے۔ اور

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ کی تفسیر لوگوں کے اچھی طرح ذہن نشین کی۔ آپ کے کلام میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق اور ان کی قابلیتوں کے متعلق جس طرح ارشادات پائے جاتے ہیں۔ ان کا دسواں حصہ بھی کسی اور مذہبی پیشوا کی تعلیم میں نہیں ملتا۔ آج ساری دنیا میں یہ شور مچ رہا ہے۔ کہ عورتوں کو ان کے حقوق دینے چاہئیں اور بعض مغرب زدہ نوجوان تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔ کہ عورتوں کو حقوق عیسائیت نے ہی دیئے ہیں۔ حالانکہ عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں اسلام نے جو وسیع تعلیم دی ہے۔ عیسائیت کی تعلیم اس کے پاسنگ بھی نہیں۔

عربوں میں رواج تھا کہ ورثہ میں اپنی سوتیلی ماؤں کو بھی تقسیم کر لیتے تھے۔ مگر اسلام نے خود عورت کو وارث قرار دیا۔ بیوی کو خاوند کا۔ بیٹی کو باپ کا اور بعض صورتوں میں بہن کو بھائی کا بھی۔

غرض فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ یعنی انسانی حقوق کا جہاں تک سوال

ہے۔ عورتوں کو بھی ویسا ہی حق حاصل ہے۔ جیسے مردوں کو۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح مردوں اور عورتوں کو یکساں احکام دیئے ہیں۔ اسی طرح انعامات میں بھی انہیں یکساں شریک قرار دیا ہے۔ اور جن نعماء کے مرد مستحق ہونگے۔ اسلامی تعلیم کے ماتحت قیامت کے دن وہی انعامات عورتوں کو بھی ملیں گے۔ غرض اللہ تعالےٰ نے نہ اس دُنیا میں ان کی کوئی حق تلفی کی ہے۔ اور نہ اگلے جہاں میں انہیں کسی انعام سے محروم رکھا۔ ہاں آپؐ نے اس بات کا بھی اعلان فرمایا کہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یعنی حقوق کے لحاظ سے تو مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن انتظامی لحاظ سے مردوں کو عورتوں پر ایک حق فوقیت حاصل ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے ایک مجسٹریٹ انسان ہونے کے لحاظ سے تو عام انسانوں جیسے حقوق رکھتا ہے۔ اور جس طرح ایک ادنیٰ انسان کو بھی ظلم اور تعدی کی اجازت نہیں۔ مگر پھر بھی بحیثیت مجسٹریٹ اپنے ماتحتوں پر فوقیت رکھتا ہے اور اسے قانون کے مطابق دوسروں کو سزا دینے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمدنی اور مذہبی معاملات میں مرد و عورت دونوں کے حقوق برابر ہیں۔ لیکن مردوں کو اللہ تعالےٰ نے قوّام ہونے کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ لیکن دوسری طرف صنفِ نازک کے ناطے عورتوں کو ایسی طاقت دے دی ہے جس کی وجہ سے وہ بسا اوقات مردوں پر غالب آجاتی ہیں۔ بنگال کی جادوگر عورتیں جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔ مردوں پر جادو سا کر دیتی ہیں۔ پس جہاں مرد کو عورت پر ایک رنگ میں فوقیت دی گئی ہے۔ وہاں عورت کو استمالتِ قلب کی طاقت عطا فرما کر مرد پر غلبہ دے دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بسا اوقات عورتیں مردوں پر اس طرح حکومت کرتی ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کاروبار انہی کے ہاتھ میں ہے۔ دراصل ہر شخص کی الگ الگ رنگ کی حکومت ہوتی ہے۔ جہاں تک احکام شرعی اور نظام کے قیام کا سوال ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دے دی ہے۔ مثلاً شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ کوئی لڑکی اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کر سکتی۔ یہ حکم ایسا ہے جو اپنے اندر بہت فوائد رکھتا ہے۔ یورپ میں ہزاروں مثالیں ایسی پائی جاتی ہیں کہ بعض لوگ دھوکے باز اور فریبی تھے۔ مگر اس وجہ سے کہ وہ خوش وضع نوجوان تھے۔ اُنہوں نے بڑے

بڑے گھرانوں کی لڑکیوں سے شادیاں کرلیں اور بعد میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ رشتہ کی تجویز کے وقت باپ غور کرتا ہے۔ والدہ غور کرتی ہے بھائی سوچتے ہیں۔ رشتہ دار تحقیق کرتے ہیں اور اس طرح جو بات طے ہوتی ہے۔ وہ بالعموم ان نقائص سے پاک ہوتی ہے۔ جو یورپ میں نظر آتے ہیں۔ یورپ میں تو نقص اِس قدر زیادہ ہے کہ جرمنی کے سابق شہنشاہ کی بہن نے اسی ناواقفی کی وجہ سے ایک باورچی سے شادی کرلی۔ اس کی وضع قطع اچھی تھی۔ اور اس نے مشہور یہ کردیا تھا کہ وہ روس کا شہزادہ ہے۔ جب شادی ہوگئی تو بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو کہیں باورچی کا کام کیا کرتا تھا۔ یہ واقعات ہیں جو یورپ میں کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ ان واقعات سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے۔ شریعت کا یہ منشا نہیں کہ عورتوں پر ظلم ہو۔ یا ان کی کوئی حق تلفی ہو۔ بلکہ شریعت کا اس امتیاز سے یہ منشا ہے کہ جن باتوں میں عورتوں کو نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ان میں ان کا حق خدا تعالےٰ نے خود انہیں دے دیا ہے۔

پس قرآن کریم نے جو کچھ کہا ہے وہ اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں اور مصالح رکھتا ہے اگر دنیا ان کے خلاف عمل کر رہی ہے۔ تو وہ کئی قسم کے نقصانات بھی برداشت کر رہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام کے خلاف عمل پیرا ہونا کبھی نیک نتائج کا حامل نہیں ہوسکتا۔

آخر میں وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ فرما کر اِس طرف توجہ دلائی کہ یاد رکھو عورتوں پر جو فوقیت ہم نے تمہیں دی ہے اِس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اِس سے ناجائز فائدہ اٹھاؤ اور ان کے حقوق کو پامال کرنا شروع کردو۔

دیکھو تم پر بھی ایک حاکم ہے جو عزیز ہے یعنی اصل حکومت خدا تعالےٰ کی ہے اِسلیئے چاہیئے کہ مرد اس حکومت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور حکیم کہہ کر اس طرف توجہ دلائی کہ نظم وضبط کے معاملات میں جو اختیار ہم نے مردوں کو دیا ہے۔ یہ سراسر حکمت پر مبنی ہے ورنہ گھروں کا امن برباد ہوجاتا۔

چونکہ میاں بیوی نے مل کر رہنا ہوتا ہے اور نظام اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک کہ ایک کو فوقیت نہ دی جائے۔ اِس لئے فوقیت مرد کو دی گئی ہے اور اس کی

ایک اور وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ مرد اپنا روپیہ عورتوں پر خرچ کرتے ہیں اِس لئے انتظامی امور میں انہیں عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

(النساء آیت ۳۵)

(از تفسیر کبیر سورۃ البقرہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود آیت نمبر ۲۲۹ صفحہ نمبر ۵۱۲

مرد کی عورت پر فضیلت اور اس کی وجوہات

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا۔

(سورۃ النساء آیت نمبر ۳۵)

ترجمہ:۔ مرد عورتوں پر اس فضیلت کے سبب سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو دوسروں پر دی ہے۔ اور اِس سبب سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے (عورتوں پر) خرچ کرچکے ہیں نگران (قرار دیئے گئے) ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور اللہ کی مدد سے پوشیدہ امور کی محافظ ہوتی ہیں۔ اور جن کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو تم انہیں نصیحت کرو۔ اور انہیں اپنی خوابگاہوں میں اکیلا چھوڑ دو۔ اور انہیں مارو۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو اُن کے خلاف کوئی بہانہ نہ تلاش کرو۔ اللہ یقیناً بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔

(ترجمہ از تفسیر صغیر)

ضروری الفاظ:۔

قَوّٰمُوْنَ ۔ (نگران) ماخذ ہے۔ قام فعل ہے یعنی " وہ کھڑا ہوا" کہا جاتا ہے۔ قام علیہِ یعنی اِس نے خبر گیری کی۔ یا نگرانی کی۔ قام بالیتیم کا مطلب ہے کہ اِس نے یتیم کی پرورش کی۔ قام علی المرأۃِ یعنی اِس نے عورت کے نان نفقہ۔ روٹی کپڑے کا ذمہ لیا۔ اِس نے عورت کے امور یا معاملات کا انتظام سنبھالا۔ اس نے اس کی حفاظت کی یا وہ عورت کا نگران۔ سرپرست یا محافظ بنا۔ " قَوَّمَ الشّیئَ " کا مطلب ہے کہ اِس نے اس چیز کو صحیح کیا یا اس کو سیدھا اور ہموار کیا چنانچہ قوّام " کا مطلب ہوا۔ جو کوئی معاملات کو سنبھالتا ہے۔ حکمران۔ فرمانروا۔ ناظم کوئی ایسے منصب پر ہو جو انتظام یا اہتمام کرنے کے لئے حکم دے۔ (اقرب الموارد اور LANE)

قَوّٰمُوْنَ قوّام کی جمع ہے۔ جو قیام سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ عربی زبان میں قام الرجل علی المرأۃ کے معنے ہوتے ہیں۔ مَانَھا۔ اس کی مؤونت یا روزی مہیّا کی۔ قوّامُ علیھا کے معنی ہیں مَائِنٌ لَّھَا۔ یعنی عورت کی روزی مہیا کرنے والا۔ اور اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ کے معنے ہیں مُتَکَفِّلُوْنَ بِاُمُوْرِ النِّسَاءِ مُعْتَنُوْنَ بِشُئُوْنِھِنَّ یعنی عورت کے متکفل ان کے حالات کے متعلق توجہ کرنے والے (لسان العرب)

اور تاج العروس میں ہے۔ قَامَ الرجل المرأۃَ اور قام علیھا کے معنے ہیں مَانَھا وَقَامَ بِشَانِھَا مُتَکَفِّلًا بِاَمْرِھَا۔ یعنی اس کی مؤونت یا روزی مہیّا کی اور اس کے امر کی کفالت کرتے ہوئے اس کی حالت کو قائم کیا۔ اور قوامٌ علیھا کے معنے مَائِنٌ لَّھَا دیئے ہیں۔ اس کے لئے روزی مہیّا کرنے والا۔ اور اس امر کا متکفل۔ ذمہ دار۔ پس قوام کے معنے متکفل ہیں۔ محض محافظ یا حاکم درست نہیں۔

قٰنِتٰتٌ ۔ (فرمانبردار۔ اطاعت شعار) یہ قَانِتَۃ کی جمع ہے اور فعل معروف قَنَتَ سے کہا جاتا ہے۔ قَنَتَ اللہَ یعنی وہ اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار تھا۔ امراۃٌ قَنُوتٌ یعنی ایک عورت منکسر مزاج۔ عاجزہ۔ اطاعت گذار۔ فرمانبردار اپنے شوہر کی LANE اور دیکھیں سورۃ البقرہ آیت ۱۱۷)۔

نُشُوْزٌ۔ سرکش۔ نافرمانبردار) یہ اسم مصدر نَشَزَ سے ہے۔ یعنی اس نے اپنے آپ کو اٹھایا۔ ابھارا۔ بلند کیا۔

نَشَزَتِ الْمَرْأَۃُ عَلٰی زَوْجِھَا کا مطلب ہے کہ عورت اپنے خاوند کے خلاف اٹھی یا اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی۔ اور اپنے آپ کو میاں کے خلاف اونچا کیا۔ بلند کیا۔ ممتاز کیا۔ اور میاں سے مقابلہ کیا۔ (مزاحمت کی) اور اس کی بُری ساتھی تھی۔ نشزالمرٔعلی زوجۃ کا مطلب ہے کہ خاوند نے اپنی بیوی کے ساتھ ناانصافی کی اور ظالمانہ سلوک کیا۔ اور اس کو فراموش کر دیا۔ یا اس سے بے تعلق ہو گیا۔ یا وہ اس سے نفرت کرتا تھا اور اس کے لئے بُرا ساتھی تھا۔ LANE AND AQRAB

اُھْجُرُوْھُنَّ۔ (ان کو اکیلا چھوڑ دو)

ھَجَرَ کا مطلب ہے کہ اس نے اپنے آپ کو کاٹ لیا۔ یا علیحدہ کر لیا۔ دوستی کا برتاؤ کرنے سے مشفقانہ مہربانی اور محبت کا تعلق۔ یا رفاقت سے میل جول یا معاشرت سے اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ یا دست بردار ہو گیا۔ اس نے اس کو کاٹ دیا۔ یعنی بائیکاٹ کر دیا۔ مقاطعہ کر دیا۔ اور اس سے بات کرنی بند کر دی۔ یا ملنا بند کر دیا۔

ھَجَرَ الشَّیْءَ۔ اس نے اس چیز کو چھوڑ دیا۔ یا اس سے دست بردار ہو گیا۔ اس نے اس سے کنارہ کر لیا۔

ھَجَرَ زَوْجَتَہٗ۔ اس نے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یا اس سے دور رہا۔ الگ رہا۔

اِضْرِبُوْھُنَّ۔ سرزنش کرنا۔ سزا دینا یا ماخوذ ہے "ضَرَبَ" سے۔ ضَرَبَہٗ یعنی پیٹنا۔ مارنا۔ زدوکوب کرنا۔ ضرب لگانا۔ ہاتھ سے مارنا یا لکڑی وغیرہ سے چنانچہ اس نے اس کو مارا۔

عَلِیًّا۔ بلند۔ اونچا۔ عالی۔ ماخوذ ہے عَلَا سے یعنی وہ بلند ہو گیا۔ مرتفع ممتاز اعلیٰ۔ بلند مرتبہ۔ بلند پایہ۔ سرفراز ہو گیا۔

تَعَالٰی کا مطلب ہے کہ وہ بلند یا اونچا تھا۔ یا اونچا ہو گیا۔ بلند مرتبہ ہو گیا۔ بلند و برتر۔ تعریف کیا گیا۔

علی کا مطلب ہے۔ اونچا۔ بلند پایہ۔ یا اعلیٰ مرتبہ کے لحاظ سے مقام یا منصب یا عظمت و رفعت یا شان و شوکت کے لحاظ سے۔

اَلْعَلِیُّ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا صفاتی نام ہے۔ مثال کے طور پر (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶) کا مطلب ہے۔ بلند۔ سب سے بڑھ کر بلند سب سے اوپر۔ وہ ہستی جس سے زیادہ بلند اور اعلیٰ کوئی چیز نہیں۔

اَلْمُتَعَالِیْ۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک صفاتی نام ہے۔ مثلاً (۱۰ : ۱۳) اس کا مطلب ہے وہ جو اعلیٰ ہے۔ یا جو نہایت بلند و برتر ہے۔ بہت اونچا یا سب سے بڑھ کر بلند۔ غایت درجہ عالی۔ ہر ایک بلند اور اعلیٰ سے بڑھ کر نہایت اعلیٰ درجہ کا۔

تفسیر :۔

یہ آیت دو وجوہات بیان کرتی ہے کہ مرد کو خاندان کا سربراہ کیوں بنایا گیا ہے

(۱) مرد کی ذہنی اور جسمانی صلاحیت کی بالادستی کی وجہ سے۔

(۲) چونکہ مرد کمانے والا ہے اور نان نفقہ مہیا کرنے والا ہے کنبہ پروری کا وہ ذمہ دار ہے پھر انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو کماتا ہے۔ اور جو روپیہ مہیا کرتا ہے۔ گھر کے امور کو بجالاتے ہیں۔ آخری فیصلہ کا اختیار اسی کو دیا گیا ہے۔ قٰنِتٰتٌ جو بیویوں کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ اِس کا مطلب خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری بھی ہوسکتا ہے اور خاوند کی فرمانبرداری بھی۔

"وہ پوشیدہ اُمور کی محافظ ہوتی ہیں،، کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے خاوند گھر پر موجود ہوتے ہیں۔ تو وہ ان کی فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اور ان کے پوشیدہ اُمور کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور ان کی غیر حاضری میں وہ نہ صرف ان کے پوشیدہ اُمور کی حفاظت کرتی ہیں۔ بلکہ ان کی املاک اور جائیداد اور اپنی پاکدامنی اور عزت کی بھی حفاظت کرتی ہیں۔

اور انہیں خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو۔ کا مطلب ہو سکتا ہے کہ

۱۔ بیویوں کے ساتھ مباشرت سے اجتناب کریں

۲۔ علیحدہ بستروں پر سوئیں۔

۳۔ یا پھر ان سے بات کرنا بند کر دینا۔

یہاں پر بستر کا لفظ استعمال کرنے سے اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ نافرمان بیویوں کو گھروں میں ہی رہنا چاہیئے اور ان کو گھروں سے باہر جانے کی اجازت نہ دی جائے اور نہ ہی ان کو گھروں سے نکالا جائے۔

اس آیت میں جو پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ وہ غیر محدود مدّت کے لئے ہرگز نہیں ہیں کیونکہ سورۃ النساء آیت ۱۳۰ میں بیویوں کو کَالْمُعَلَّقَةِ چھوڑنے سے منع فرمایا ہے قرآن کریم کے مطابق ازدواجی تعلقات سے اجتناب کی حد زیادہ سے زیادہ چار ماہ ہے۔ یعنی عملی زندگی کے لئے (دیکھیں سورۃ البقرہ آیت ۲۲۷)

اگر خاوند یہ سمجھتا ہے کہ معاملہ کافی سنگین ہے تو ان شرائط پر عمل کرنا ہوگا۔ جو سورۃ النساء آیت ۱۶ میں بیان کی گئی ہیں۔

اس آیت میں جہاں تک مارنے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کو اپنی بیوی کو مارنا پڑے تو مار ایسی نہیں ہونی چاہیئے جس کے ساتھ جسم پر کوئی نشان پڑے۔ (ترمذی باب رد ا)

ابوداؤد اور نسائی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ شکایت کی کہ وہ سرکش ہوگئی ہیں۔ تو آپ نے مارنے کی اجازت دی لیکن اوپر کی بتائی ہوئی شرط کے ساتھ لیکن پھر جب عورتوں نے اپنی بدسلوکی کی شکایت کی تو آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ جو مرد اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ یقیناً اچھے لوگوں میں سے نہیں (۱۱ K) ایک اور موقع پر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہے اور میں تم سب میں سے اِس معاملہ میں بہتر ہوں (ترمذی)

عَلِيًّا كَبِيرًا۔ یعنی بہت بلند اور بہت بڑا ہے کا اِس آیت کے آخر میں ذکر کرنے کا مقصد خاوندوں کو خبردار اور ہوشیار کرنا ہے کہ اگر بیویوں کو خدانخواستہ مارنے کی نوبت آئے تو اس میں بے انصافی۔ انتقام اور ظلم کا عنصر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگرچہ وہ اپنی بیویوں پر بلند اور بڑے ہیں۔

تو یاد رکھیں کہ ان کے اوپر بھی ایک ایسا خدا ہے جو ہر ایک سے بلند اور بڑا ہے جو اختیار خاوندوں کو بیویوں پہ دیا گیا ہے اِس کے ہر ایک غلط برتاؤ کا اللہ تعالیٰ ان سے پورا پورا حساب لے گا۔

(ترجمہ از انگریزی تفسیر کبیر سورۃ النساء آیت نمبر ۳۵)

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں پس تم ان کو نصیحت کرو اور خوابگاہوں میں ان سے جدا رہو۔ اور مارو۔ (یعنی جیسی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جاویں تو تم بھی طلاق وغیرہ کا نام نہ لو۔ اور تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلم ہے۔ یعنی دل میں نہ کہو کہ اس کی مجھے کیا حاجت ہے مَیں دوسری بیوی کر سکتا ہوں بلکہ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے۔ (آریہ دھرم صـ۴۵)

☆

خاوند کی فرمانبرداری عورت کا فرض ہے

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) سورۃ النساء آیت ۳۵ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ملوک کے خیالات کا مذہب طرزِ لباس وغیرہ ہر قسم کے اُمور کا اخلاقی ہوں یا مذہبی بہت بڑا اثر رعایا پر پڑتا ہے۔ جیسے ذکورہ کا اثر اناث پر پڑتا ہے اس لئے فرمایا گیا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ"

(الحکم جلد نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۱ء صہ ۲)

"یہ بھی عورتوں میں خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں۔ اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں۔ اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز، روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالےٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی۔ جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دِلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پسِ پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربّانی سُن کر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں۔ اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں۔ ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ لازم ہے کہ

بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔ اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں۔ کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔"

تبلیغِ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد اوّل صـ ۸۴

خاوندوں کی فرمانبردار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ

"عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا۔ اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی۔ اور نیک بخت ہوگی۔"

(مکتوب جلد ۵ صـ ۲ مکتوب ۱۵/۵ بنام اہلیہ حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری)

خاوند کی صلاحیت اور تقویٰ کا اثر اس کی بیوی پر ہوگا

"مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ کا مصداق ہے۔ اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے۔ تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔ اور اگر برکت پاتا ہے۔ تو ہمسایوں اور شہر والوں تک کو بھی دیتا ہے۔" (الحکم جلد ۶ عـ ۱۹ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء صـ ۷)

"اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا۔ تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی۔"

(البدر جلد ۲ عـ ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صـ ۷۵)

"عورتیں اصل میں مردوں ہی کی تحویل میں ہوا کرتی ہیں۔"

(الحکم جلد ۷ عـ ۱۴ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صـ ۱۰)

"مرد گھر کا کشتی بان ہوتا ہے۔ اگر وہ ڈوبے گا۔ تو کشتی بھی ساتھ ہی ڈوبے گی اسی لئے کہا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ۔ اسی کی رستگاری کے ساتھ اس کے اہل وعیال کی رستگاری ہے۔"

(البدر جلد ۳ عـ ۲۷ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۴ء صـ ۴)

عورت مرد کی تقسیم کار ان کے مخصوص اعضاء اور طبائع کے میلان کے مطابق منشاء فطرت ہے

"عورتوں میں بُت پرستی کی جڑ ہے۔ کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے بُت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے۔ بُزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کہ ذراسی سختی پر اپنی جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہیں۔ اِس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں۔ پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قویٰ زیادہ دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں۔ ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگلوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف۔ ایک طرف تو اسے حمل ہے۔ اور ایک طرف جنگ ہے۔ وہ کیا کر سکے گی غرضیکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں۔ اور کم بھی ہیں۔ اِس لئے مرد کو چاہیئے۔ کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔

یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اِس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے۔ تو ہم مان لیں گے۔ کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں۔ اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو۔ تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظری ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں۔ اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو۔ کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے

کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے۔ نہ آخرت کا یقین ہے۔ دُنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے۔ کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جائے۔ اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو۔ کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہو سکیں۔ تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے یا نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو۔ گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں۔ کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے۔ کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جائے۔"

(البدر جلد ۳ ۳۴ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۴ء صہ ۶)

فرائض کی ادائیگی میں خواتین کی کمزوری کی ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے

اللہ تعالےٰ نے مردوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے مرد کو عورت کا نگران اور محافظ مقرر کیا ہے۔ کس چیز کی نگرانی کرنی ہے؟ اور کس چیز کی حفاظت کرنی ہے؟ اس کے متعلق آگے چل کر ہمیں یہ بتایا کہ عورت کی جسمانی نشو ونما اور تربیت اور صحت وغیرہ کی نگرانی کا کام مرد پر ڈالا گیا ہے کہ عام طور پر معاشرہ انسانی میں مرد کمانے والا اور خرچ کرنے والا ہے۔

ہمیں بطورِ خاوند یا بطور باپ یا بعض اوقات بطور بڑے بھائی یا کسی بڑے رشتہ دار کی حیثیت سے یہ ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں کہ ان مستورات کو جو بیوی کی حیثیت میں یا جو بیٹی کی حیثیت میں یا جو چھوٹی بہن کی حیثیت میں ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور ہماری زیرِ نگرانی ہیں ہماری حفاظت میں ہیں ان کی صحت کا ہم خیال رکھیں۔ ان کی جسمانی نشو ونما کا ہم خیال رکھیں کیونکہ ہم خرچ کرنے والے ہیں اور خرچ کی راہ بھی اِس میں بتادی کہ خرچ کرتے وقت فضولیات کی بجائے ضروری چیزوں کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے ...... اس کے خلاف اس وقت بڑا رجحان ہے۔ بڑی رو پائی جاتی ہے۔ مغربی تہذیب اخراجات کو ان راستوں سے ہٹا کر (دین حق ..... نافل) نے بتائے ہیں۔ دوسری طرف لے جانا چاہتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم صرف خرچ کی ان راہوں کو اختیار کرو جو ہم نے تمہیں بتائے ہیں۔ اور وہ ضروریات زندگی ہیں اور وہ خرچ ہیں جن کے نتیجہ میں تمہاری اپنی صحتیں قائم رہیں اور ان عورتوں کی صحتیں قائم رہیں جن کا تمہارے ساتھ کوئی رشتہ اور تعلق ایسا ہے جس کی وجہ سے وہ تمہاری زیرِ نگرانی ہو جاتی ہیں اور ان کی تربیت جسمانی اس رنگ میں ہو کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکیں۔ مثلاً قرآن کریم نے اپنا ایک فیملی پلاننگ بھی دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بجائے اِس کے کہ ہم اِس فیملی پلاننگ کی اسکیم پر عمل کرتے جو قرآن کریم نے دنیا کے سامنے رکھی ہے۔ ہم اس سلسلہ میں بھی غیر قوموں سے بھیک مانگتے ہیں اور ان کے خیالات کو جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی فیملی پلاننگ میں صحت کے لحاظ سے (یعنی بچہ کی صحت اور ماں کی صحت ہر دو کے لحاظ سے) یہ حکم دیا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ دو بچوں کا فاصلہ کم سے کم تیس ۳۰ مہینوں کا ہونا چاہیئے اور اگر زیادہ خیال رکھنا ہو یا زیادہ کی ضرورت ہو مثلاً ماں کی صحت اچھی نہ ہو تو قریباً تین سال یا سوا تین سال کا عرصہ بنتا ہے۔

یہ امر قرآنِ کریم نے باقاعدہ ایک واضح اسکیم کی صورت میں ہمارے سامنے رکھا ہے اگر اس بات کا خیال رکھا جائے تو جائز فیملی پلاننگ بن جاتا ہے۔

قرآنِ کریم اِس بات کو پسند نہیں کرتا کہ انسان خدا کی بجائے دُنیا کا رازق بننے کی کوشش کرے اور کہے کہ چونکہ کھانے کو نہیں اِس لئے نسل کم ہونی چاہیئے۔ لیکن قرآنِ کریم یہ ضرور کہتا ہے کہ ہم نے معاشرہ کی صحت، تمہاری صحت اور بچے کی نشوونما کے لئے کچھ قواعد مقرر فرمائے ہیں۔ ان کو مدِّنظر رکھو۔

اس کے نتیجہ میں بھائی بھائی اور بھائی بہن کے درمیان جب تین چار سال کا فاصلہ ہوگا۔ تو بچوں کی تعداد خود بخود ۱/۲ ہو جائے گی جب کہ اس تعلیم پر عمل نہ کرتے ہوئے بہت سے لوگوں کے ہاں ہر سال ایک بچہ ہو جاتا ہے۔ قرآنِ کریم فرماتا ہے کہ ہم ہر سال بچے کی اجازت نہیں دیتے کم از کم تیس ۳۰ مہینے کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ اور ضرورت پر تین سال یا سوا تین سال کا ہونا چاہیئے اور اِس سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ اگر مثلاً ماں بیمار ہو۔ اگر بچہ کی صحت ایسی ہے کہ ماں کو اس بچہ کی نگہداشت پر زیادہ توجہ اور وقت دینا چاہیئے۔ وہ دو، اگر دو پہلے ہوں تو تین، اگر تین پہلے ہوں تو چار بچوں کی نگہداشت نہیں کر سکتی۔ تو زائد بوجھ اس پر نہ ڈالو۔

پس اللہ تعالےٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ ہم نے تمہیں (مردوں کو) معاشرہ میں کمانے والا حصہ بنایا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ تم خرچ کرتے ہو ناجائز فائدہ نہ اٹھانا بلکہ یہ یاد رکھنا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں قوّام بنایا ہے۔ اور قوّام کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں تم پر عائد ہوتی ہیں وہ تمہیں نبھانی چاہئیں۔

قوّام کی دوسری شکل (روحانی) یہ بنتی ہے...... کہ اللہ تعالےٰ نے مرد اور عورت کے رشتہ میں میاں بیوی ہوں۔ باپ اور ماں ہوں بھائی اور بہن ہوں۔ ان سب میں مرد

کو مؤثر بنایا ہے۔ یعنی یہ اثر ڈالنے والا ہے اور عورت اثر کو قبول کرنے والی ہے۔ یہ ایک جزوی فضیلت اللہ تعالےٰ نے مرد کو عورت پر دی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں یہ فضیلت دی ہے کہ تم اثر انداز ہو۔ اور عورت چاہے بیوی ہو۔ چاہے بیٹی ہو۔ چاہے ماں ہو تمہارے اثر کو قبول کرتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں بہت سے ایسے اعمال بجا لاتی ہے کہ اگر تمہارا اثر غلط ہوگا تو اس کے وہ اعمال بھی درست نہ ہوں گے۔

فرمایا چونکہ قوّام اور مؤثر ہونے کا مقام تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ اِس لئے ہم تمہیں کہتے ہیں کہ تم اپنی ذمہ داری کو اسی وقت نبھانے والے ہو گے جب وہ عورتیں جو تمہارے اثر کے نیچے ہیں۔ الصّٰلحٰت ہوں۔ قانتات ہوں۔ حافظات للغیب ہوں۔ اگر تمہارے اثر کے نیچے آنے والی عورت صالحہ نہیں۔ اگر وہ قانتہ نہیں۔ اگر وہ غیب کی حفاظت کرنے والی نہیں تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ تم پر جو قوّام کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی۔ تم نے اسے نبھایا نہیں اور اس کے لئے تم ہمارے سامنے جوابدہ ہو گے۔ اِس لئے ڈرتے ڈرتے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی کو گزارو تا اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہو اور اس کی نعمتوں اور اس کے فضلوں اور اس کی برکات کو حاصل کرنے والے ہو۔" (الفضل ۲۷ اگست ۱۹۸۶ء صـ۳)

(خطبہ نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث)

حضرت مصلح موعود نے فرمایا ہے۔

"جس طرح مردوں کے حقوق ہیں۔ اِس طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں خدا کے نزدیک دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ جس طرح مرد خدا کا بندہ ہے اِس طرح عورت خدا کی بندی ہے۔ جیسے مرد خدا کا غلام ہے ویسے ہی عورت خدا کی لونڈی ہے۔ جیسے مرد آزاد اور حرّ ہے ویسے ہی عورت آزاد ہے۔ دونوں کو حقوق حاصل ہیں۔ عورت گائے یا بھینس کی طرح نہیں کہ لیا اور باندھ لیا۔ انسانیت کے لحاظ سے عورت ویسی ہی ہے جیسے کوئی مرد۔ آزادی ایک قیمتی چیز ہے جس سے

اللہ تعالےٰ نے عورت کو ایسا ہی حصّہ دیا ہے جیسا کہ مرد کو اور دونوں پر بعض فرائض اور ذمّہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

بعض مرد اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے وہ سمجھتے ہیں کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کے ماتحت عورتوں پہ حاکم ہیں حالانکہ ان کو درجہ نگرانی کا ملا ہے مگر نگرانی سے حریت میں فرق نہیں پڑتا۔ بادشاہ نگران ہوتا ہے۔ خلیفہ نگران ہوتا ہے اسی طرح حاکم وقت نگران ہوتا ہے مگر کیا کوئی حکم یا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جو چاہیں معاملہ کریں۔ نگران تو اس بات کا ہوتا ہے کہ جو حق اس کو ملا ہے اسے وہ شریعت کے احکام کے مطابق استعمال کرے۔ نہ یہ کہ جو چاہے کرے۔ نگران کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو شریعت کے ماتحت چلائے مگر ہمارے ہاں اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ جو چاہا کر لیا۔ اس وجہ سے بعض لوگ عورتوں کو حقوق دینے کو تیار نہیں۔ وہ ان کو گائے بکری سمجھتے ہیں اور عورتوں پر جبریہ حکومت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی حکومت تو خدا بھی نہیں کرتا۔ وہ تو کہتا ہے تم وہی کہو جو تمہاری ضمیر کہتی ہے۔ پھر خدا بھی بغیر اتمام حجت کے سزا نہیں دیتا۔ باوجود اس بات کے کہ وہ مالک ہے تو پھر مرد کے مقابلہ میں عورتوں کو آزادی ضمیر کیوں حاصل نہیں۔

اس کے برخلاف دوسری حد بھی خطرناک ہے جو عورتوں کی طرف سے ہے قَوّٰامُوْن کا لفظ بھی آخر کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ یہ قانون خدا کا بنایا ہوا ہے جو خود نہ مرد ہے نہ عورت اس پہ طرف داری کا الزام نہیں آسکتا۔ پس ایسی ہستی کے قوانین شافی ہو سکتے ہیں۔ عورت عموماً عورت کی طرف دار ہوتی ہے اور مرد کے طرف دار مرد۔ مگر خدا کو دونوں کا پاس نہیں۔ وہ خالق ہے جو طاقتیں اس نے مرد کو دی ہیں ان کا اس کو علم ہے اور انہی کے ماتحت اُس نے اختیارات دیئے ہیں۔ قَوّٰامُوْن کے بہرحال کوئی معنے ہیں جو عورت کی آزادی اور حریت ضمیر کو باطل نہیں کرتے اس کے لئے عورت کے افعال، اس کے ارادے۔ اس کا دین و مذہب قربان نہیں ہو سکتے مگر قوّامون بھی قربان نہیں ہو سکتا۔ نہ اس کا وجود وہمی ہو۔ قوّام نظر آنا چاہیئے

مرد عورت کو اس کے والدین سے ملنے سے نہیں روک سکتا

شریعت کا حکم ہے کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔ مگر اس کے باوجود مرد عورت کو اس کے والدین سے ملنے سے نہیں روک سکتا۔ اگر کوئی مرد ایسا کرے تو یہ کافی وجہ خلع کی ہو سکتی ہے۔ والدین سے ملنا عورت کا حق ہے مگر وقت کی تعیین اور اجازت مرد کا حق ہے۔ مثلاً خاوند یہ کہہ سکتا ہے کہ شام کو نہیں صبح کو مل لینا یا اس کے والدین کو اپنے گھر بلا لے یا اس کو والدین کے گھر بھیج دے مگر جس طرح مرد اپنے والدین کو ملتا ہے۔ اس طرح عورت کا بھی حق ہے۔ سوائے ان صورتوں کے کہ دونوں کا سمجھوتہ ہو جائے مثلاً جب فساد کا اندیشہ ہو یا فتنے کا ڈر ہو۔ مرد تو پہلے ہی الگ رہتا ہے۔ مگر عورت خاوند کی مرضی کے خلاف باہر نہیں جا سکتی ہاں خاوند اگر ظلم کرے تو قاضی کے پاس وہ شکایت پیش کر سکتی ہے لیکن اگر خاوند اس میں روک ڈالے اور گھر سے باہر نہ نکلنے دے تو پھر وہ گھر سے بلا اجازت باہر نکل سکتی ہے مگر اس کا فرض ہے کہ جلد ہی مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دے تا قاضی دیکھ لے کہ آیا اس کے باہر نکلنے کے کافی وجوہ ہیں یا نہیں۔ پھر وہ اس کو خواہ باہر رہنے کی اجازت دے دے یا گھر میں واپس لوٹنے کا حکم دے۔

پس اگر خاوند ظلم کرتا ہو اور حقوق میں روک ڈالتا ہو اور قضاء میں جانے نہ دے تو پھر عورت بلا اجازت شوہر باہر نکل سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ قلیل ترین عرصہ میں وہ اس کے خلاف آواز اُٹھائے (مثلاً ۲۴ گھنٹے کے اندر) یا اگر مقدمہ عدالت میں ہو تو جتنا عرصہ درخواست کے دینے میں عموماً لگتا ہے۔

ہمارے ملک میں یہ بالکل غلط طریق رہا ہے کہ عورت خاوند سے لڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے اور وہاں بیٹھی رہتی ہے۔ والدین اس کی ناحق طرف داری کرتے ہیں اور فساد بڑھتا ہے دونوں کا معاملہ شریعت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ عورت بحیثیت انسان ایسی ہی انسان ہے جیسے مرد۔ وہ اپنے دین ایمان اور حریت میں ایسی ہی قائم ہے جیسے تم۔ مثال کے طور پر میں بعض عقائد کا ذکر کرتا ہوں جن میں عورت کے مذہب کا احترام لازمی ہے۔

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ وضو کی حالت میں اگر مرد کسی محرم کو چھوئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مگر بعض کا عقیدہ ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب اگر عورت کا یہ مذہب ہو کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے تو خاوند کا فرض ہے کہ اس کو وضو کی حالت میں نہ چھوئے اِس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اِس کے عقیدہ یا مذہب میں دخل دے۔ پس عورت کو اپنے عقائد میں کامل حریت دینی ہوگی۔ ہاں عقل یا دل کے معاملات کی ہم پرواہ نہیں کریں گے۔ مثلاً اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میری عقل کہتی ہے یا میرا دِل چاہتا ہے کہ فلاں بات یوں نہ ہو تو اس کا احترام لازمی نہیں۔ جب خُدا نے ان باتوں کی پرواہ نہیں کی تو ہم کیوں کریں۔ پس یہ اصول صرف شریعت کے عقائد کے متعلق ہے۔

اسی طرح حیض کے متعلق بھی مسلمانوں کا اختلاف ہے کیونکہ بعض کا خیال ہے کہ عورت کے ساتھ حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل کرنے سے قبل صحبت جائز ہے۔ مگر بعض کے نزدیک غسل کے بعد جائز ہے اگر عورت کا یہ عقیدہ ہو کہ غسل سے قبل صحبت ناجائز ہے تو مرد کا فرض ہے کہ اِس کے پاس نہ جائے جس طرح عورت کا فرض ہے مرد کے مذہب کا پاس کرے۔ اِس طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ عورت کے عقائد کا لحاظ کرے۔ پس عورت کو حریت حاصل ہے اگر اِس کو مٹاؤ گے تو وہ تم سے ایسی حریت کا مطالبہ کریں گی جو شریعت نے ان کو نہیں دی۔ تم اگر خدا کے انعام حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنے معاملات کو درست کرو۔ اور عورتوں کو کامل حریت دو۔ اور ان کے حقوق ادا کرو۔

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء صفحہ ۵)

(فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء)

خطاب لجنہ اماء اللہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء یو۔کے لنڈن

قوّام، اصلاحِ معاشرہ کیلئے ذمّہ دار شخص کو کہا جائے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔ مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بعض کو بعض پر بعض پہلوؤں میں فضیلت بخشی ہے۔ اس وجہ سے بھی وہ قوام ہیں۔ کہ وہ گھر کو چلانے میں اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ کا ایک معنی یہ کیا جاتا ہے کہ مرد عورتوں کے اوپر حاکم بنائے گئے ہیں۔ اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ کا ایک معنی یہ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر پہلو سے عورت پر ایک فضیلت بخشی ہے۔ چنانچہ اہلِ مغرب یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مرد کو بنایا ہی ہر پہلو سے بہتر ہے اور اس وجہ سے وہ عورت پر حُکم چلانے کا حق رکھتا ہے حالانکہ دونوں جگہ معنے غلط کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے تو لفظ قوام کو دیکھتے ہیں۔ قوام کہتے ہیں۔ ایسی چیز کو۔ جو اصلاح احوال کرنے والی ہو۔ جو درست کرنے والی ہو۔ جو ٹیڑھے پن اور کجی کو صاف سیدھا کرنے والی ہو۔ چنانچہ قوام اصلاح معاشرہ کے لئے ذمہ دار شخص کو کہا جائے گا۔ پس قَوّٰمُوْنَ کا حقیقی معنی یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاحِ معاشرہ کی اوّل ذمہ داری مردوں پر ڈالی گئی ہے۔ اگر عورتوں کا معاشرہ بگڑ جائے۔ ان میں کجروی پیدا ہو جائے۔ ان میں آزادیوں کی ایسی رو چل پڑے۔ جو اسلام کے عائلی نظام کو تباہ کرنے والی ہوں۔ تو عورت پر دوش دینے سے پہلے مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کیونکہ خدا نے ان کو نگران مقرر کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے اپنی بعض ذمہ داریاں اس سلسلے میں ادا نہیں کیں۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ میں خدا تعالیٰ نے جو بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر تخلیق میں کچھ فنی فضیلتیں ایسی رکھی ہیں جو دوسری تخلیق میں نہیں ہیں۔ اور

بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ قوام کے لحاظ سے مرد کی ایک فضیلت کا اس میں ذکر فرمایا گیا ہے
ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہر پہلو سے مرد کو عورت پر فضیلت بخشی ہے۔ بلکہ فرمایا بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ
بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ۔ ایک عمومی اصول جاریہ کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ اور اس مضمون
کی آیات قرآنِ کریم میں بار بار دوسری جگہ پر بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ ہم نے بعض کو بعض پہلوؤں
سے دوسروں پر فضیلت بخشی ہے۔ اِس پہلو سے جب ہم لفظ قوام کو دیکھتے ہیں۔ تو قوام کے ایک
معنیٰ طاقتور کے بھی ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ (جسے صنف لطیفہ کہا جاتا ہے۔ اور اہلِ یورپ
بھی اسے اسی طرح یاد کرتے ہیں۔)

قویٰ کی مضبوطی کے لحاظ سے عورت کی نزاکت کے مقابلے میں مرد قوام کہلاتے ہیں۔
اِس میں ایک نزاکت پائی جاتی ہے اور مرد کو ایک قویٰ کی فضیلت مضبوطی کے لحاظ سے عورت
پر عطا کی گئی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو آج اہلِ مغرب سالانہ بڑی بڑی عالمی کھیلیں منعقد کرتے ہیں۔
ان میں عورتوں کی کھیلوں کا الگ انتظام کیوں کرتے ہیں۔ مردوں کے ساتھ کیوں نہیں دوڑا دیتے
بین الاقوامی کھیلیں ہوتی ہیں اس میں SHORT PUT جو ہے۔ وہ بھی عورتوں کا مردوں کے
ساتھ ہونا چاہیئے۔ ان کی دوڑیں بھی ان کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ ان کی کُشتیاں بھی۔ ان کی
باکسنگ بھی۔ اگر وہ قرآن کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو زبان سے نہ جھٹلائیں۔ عمل سے جھٹلا کر دکھائیں
یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر WOMEN LIB کی ساری دُنیا کی اجتماعی طاقتیں بھی اکٹھی
ہو جائیں تو اس کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ اس لئے جو واقعاتی بیان ہے۔ اس پر چیں بجبیں ہونے
کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ کسی کو حق ہی نہیں پہنچتا۔

بیاہے ہوئے مردوں کی پسندیدہ آیت

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ

یہ آیت بیاہے ہوئے مردوں کو بہت اچھی لگتی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ مردوں کو
چاہیئے اپنی بیویوں کے محافظ اور اُن کی درستی اور ٹھیک رکھنے کا موجب بنیں۔
بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ کیونکہ مردوں کو خدا نے اس قسم کی لیاقتیں اور موقعے بخشے ہیں۔

عورتیں بھی مردوں کے ناموس کی محافظ ہیں.

نُشُوْزَهُنَّ ان کی بدخوئی کا ڈر ہے. تو اُن کو نصیحت کرد. پھر بستر سے الگ کرد.

اِنی الْمَضَاجِعِ میں جو اشارہ ہے اور آج کل کے رسمی مسلمانوں میں جو بود و باش کا طرز ہے قابلِ غور ہے)

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے تعلقات کو واضح کیا مردوں کو فرض ہے کہ ان کی اصلاح کریں سمجھائیں تاکہ وہ نیک اور فرمانبردار بنیں.

صوفیوں نے کہا کہ انسان تو رجل ہے اور نفس مؤنث ہے. مومن انسان وہ ہوتا ہے جو اُس عورت کو وعظ کرے. یعنی اپنے نفس کی اصلاح کرے.

ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کی خواہش پیدا ہوئی میں نے بہت سی حمائلیں خرید لیں. ایک جیب میں، ایک صدری میں، ایک ہاتھ میں، ایک بستر ے میں ایک الماری میں غرض کوئی خالی جگہ نہ رہی. جب خیال آتا فوراً قرآن نظر پڑتا. یہاں تک کہ نفس کی وہ خواہش جاتی رہی.

درس القرآن

فرمودہ حضرت مولانا مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل صفحہ ۱۷۵

اسلام کے اقتصادی نظام میں مرد کا فرض ہے

کہ وہ گھر کی ضروریات کا متکفل ہو

اور تیسری بات یہ بیان فرمائی وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ. فضیلت جو بعض کو بعض پر دی گئی ہے. ایک تو قوام کے لحاظ سے جو واضح ہوگئی. دوسری اس لئے کہ اسلام کے

اقتصادی نظام میں مرد کا فرض ہے کہ وہ گھر کی ضرورتوں کا خیال رکھے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جس کے ہاتھ میں روپیہ پیسہ ہو۔ اسے گونہ اس پہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ جس کے ہاتھ میں نہ ہو یا جس کی کمائی کی ذمہ داری نہ ہو۔ چنانچہ مرد اور عورت کی بحث تو درکنار وہ قومیں بھی جو معمولی اپنی اجتماعی قومی دولت کا ایک معمولی حصہ بھی غیر قوموں سے بطورِ امداد کے لیتی ہیں۔ ان کے سر ان کے سامنے جُھک جاتے ہیں۔ اور امداد دینے والی قوموں کو ایک فضیلت نصیب ہو جاتی ہے امر واقعہ یہ ہے کہ یورپ اس پہلو کو اس لئے نہیں سمجھ سکتا۔ یا مغرب اس پہلو کو کہنا چاہیئے کیونکہ یورپ میں تو امریکہ نہیں آتا۔ مغرب میں امریکہ بھی اور دیگر ایسے ممالک بھی شامل ہیں۔ جو ترقی یافتہ مغربی ممالک ہیں۔ وہ اس حقیقت کو اس لئے نہیں سمجھ سکتے کہ انہوں نے گھر دن کے یہ بوجھ اٹھانے سے عملاً اِس طرح انکار کر دیا ہے۔ یعنی تنہا اٹھانے سے۔ کہ ان کے اقتصادی نظام میں ان کے معاشی نظام میں عورت پر تقریباً برابر کی ذمہ داریاں آ چکی ہیں۔ اور حد یہ ہے اس کے باوجود عورت ہونے کی حیثیت سے اس پر جو گھریلو ذمہ داریاں ہیں۔ وہ بھی اِس پہ اسی طرح رہتی ہیں۔ اقتصادی لحاظ سے کہتے ہیں۔ مَیں بھی کماتا ہوں۔ اور اپنی بیوی کو کہتے ہیں تم بھی کماؤ۔ اور ہم دونوں مل کر گھر چلاتے ہیں۔ کیونکہ اکیلے کی محنت سے کام نہیں چلتا۔ اور دونوں مل کر محنتیں کرتے ہیں۔ جب کھانا پکانے کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں۔ تم پکاؤ۔ جب بچے پیدا کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ میں مجبور ہوں۔ تم بچے پیدا کرو۔ تو مہینے میرے بچے کو اٹھائے پھرو۔ اپنی زندگی کا ہر جزو اس کو دو۔ اپنا خون دو۔ اپنی ہڈیاں دو۔ اپنا دماغ دو۔ رگیں دو۔ جو کچھ بھی خدا نے تم کو دیا ہے۔ اس کے ساتھ SHARE کرو۔ اور پھر اس دور میں بھی تم کماؤ۔ مَیں بھی کماتا ہوں۔ ہم دونوں برابر ہیں۔ یعنی برابری کا عجیب تصور ہے۔ اور پھر اس کے بعد جب علیحدگی ہوتی ہے تو اگر مرد کے پاس کچھ بھی نہ ہو تب بھی وہ بیوی کے مال میں آدھے کا شریک ہو جاتا ہے چنانچہ کچھ عرصہ پہلے سویڈن سے ایک شکایت ملی۔ ایک احمدی عورت کی ایک شکایت تھی۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس دوران جب مَیں نے تحقیق کروائی کہ اِس ملک کے قوانین کیا ہیں۔ یہ سُن کر مَیں حیران رہ گیا کہ اگر ایک عورت ایک غریب مرد سے شادی کرے اور ان کی علیحدگی ہو جائے۔ تو قطع نظر اس کے کہ اِس غریب مرد نے کتنا حصہ ڈالا تھا۔ علیحدگی کے وقت

ساری جائیداد برابر کی تقسیم ہو جائے گی۔ اس سے ملتا جلتا کوئی جھگڑا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ اور وہ معاملہ حکومت میں یا عدالتوں میں جانے کے بجائے۔ آپس میں بڑے عمدہ رنگ میں سمجھوتے سے طے ہو گیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس قسم کے جہاں اقتصادی قوانین پائے جاتے ہوں۔ کہ عورت پر دوہرے بوجھ ڈال دیئے ہوں۔ گھر کی کمائی کا بھی اور بیرونی کمائی کا بھی۔ اور تمام اقتصادی ذمہ داریوں میں اس کو شریک کیا جا رہا ہو۔ تو ان کو یہ آیت نہیں سمجھ آئے گی کیونکہ اس میں تو ایک ایسے اقتصادی نظام کا ذکر ہے جس میں عورت کلیتہً بری الذمہ ہے۔

خاوند عورت کے کمائے ہوئے مال کو لالچ کی نظر سے نہ دیکھے

امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام میں عورت اگر کمانا چاہے تو اس کو اجازت ہے لیکن خاوند کا یہ حق نہیں کہ اس کے کمائے ہوئے مال کو لالچ کی نظر سے دیکھے یا اس سے کوئی مطالبہ کرے۔ اگر وہ سارے کا سارا اپنا کمایا ہوا روپیہ اپنی مرضی سے الگ رکھتی ہے اپنے ماں باپ کو دیتی ہے۔ اپنے بھائیوں پر خرچ کرتی ہے۔ جماعت کو دے دیتی ہے۔ ہرگز قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے مرد کو یہ حق نہیں کہ وہ اعتراض کرے کہ تمہاری وہ کمائی کہاں گئی۔ اس کے باوجود مرد کا یہ فرض رہتا ہے کہ وہ عورت کی ذمہ داریاں بھی اٹھائے۔ اور بچوں کی ذمہ داریاں بھی اٹھائے۔ اس پہلو سے جو فضیلت دی گئی ہے۔ اس فضیلت کے ساتھ تو ذمہ داریاں بہت ہی زیادہ ہیں۔ اگر یہ فضیلت عورتوں کو چاہیئے تو بے شک لے لیں۔ اور کوئی دنیا میں مرد اعتراض نہیں کرے گا۔ کہ تم گھر کے چلانے کی ذمہ داریاں ساری اقتصادی ذمہ داریاں اٹھاؤ۔ ہمیں آزاد کر دو۔ اور ہم کہیں گے تم افضل ہو گئیں۔ افضل تو ہو جائیں گی پھر وہ۔ واقعتاً ہو جاتی ہیں۔ ایک پہلو سے۔ اور عملاً ہم نے روزمرہ کی زندگی میں دیکھا ہے۔ ایک گزشتہ سال جو قافلے آئے تھے پاکستان سے۔ ان میں ایک ایسی خاتون بھی تھیں۔ جن کے خاوند ان سے پیسے مانگ کر خرچ کرتے تھے اور ان کی حالت قابلِ رحم تھی بے چاروں کی۔ پیچھے پیچھے پھرتے تھے اور جب تک وہ بیوی کو راضی نہ کر لیں۔ وہ ان کو خوشی سے کچھ رقم دے نہ دے۔ ان کے پاس ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جانے کا کرایہ تک نہیں ہوتا تھا۔

تو قرآن کریم بیچ فرماتا ہے۔ کہ جس کے اوپر رزق کمانے کی ذمہ داری ہے۔ اسے طوعی اور طبعی طور پر ایک فضیلت ہو جائے گی۔ ایک واقعاتی اظہار ہے۔ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہی کوئی موجود نہیں۔

اس کے بعد اگلے مضمون سے قبل ایک تھوڑا سا ٹکڑا آیت کا ایسا ہے جو بظاہر بات شروع کر کے نامکمل چھوڑ دیا گیا ہے فرمایا

فَالصّٰلِحٰتُ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

پس وہ نیک اعمال والی بیبیاں جو فرمانبردار بھی ہیں۔ اور نیک اعمال بھی ہیں اور غیب میں حفاظت کرنے والی حقوق کی۔ ان حقوق کی جو اللہ نے ان کے اوپر فرض کئے اور اس کے بعد کچھ نہیں۔ کوئی بیان نہیں فرمایا کہ ان کے متعلق کہ ان سے کیا سلوک کرو۔ قرآن کریم کا یہ خاص اسلوب ہے اور بڑا دلکش اسلوب ہے۔ جس مضمون کو بڑی شان کے ساتھ اٹھانا چاہتا ہے اور توجہ دلانا چاہتا ہے بعض دفعہ اسے شروع کر کے بغیر اسے ختم کئے بات چھوڑ دیتا ہے۔
مراد یہ ہے کہ دیکھو اپنی بیبیوں کو دیکھو۔ اور ان کے حقوق کی طرف توجہ کرو۔ ان کی عزت اور احترام کا خیال رکھو۔ کیونکہ یہ تو سب کچھ کر رہی ہیں۔ جو تم ان سے توقع رکھ سکتے تھے۔ یہ نہ ہو کہ یہ جو تم سے توقعات رکھتی ہیں۔ وہ پوری نہ کر سکو۔ اس لئے اس آیت کے اس ٹکڑے کو بغیر نتیجے کے خالی چھوڑ دیا گیا کیونکہ اس کے بہت سے نتائج نکل سکتے ہیں۔ اور یہی قرآنِ کریم کا اصول ہے جہاں ایک سے زائد نتائج کی طرف توجہ دلانا مقصود ہو وہاں بغیر نتیجہ نکالے خدا تعالیٰ اس ٹکڑے کو چھوڑ دیتا ہے اور ذہن کو آزادی دیتا ہے کہ جو اچھے نتائج مرتب کر سکتے ہو مرتب کرتے چلے جاؤ۔

نشوز کا مفہوم اور مرد کو حوصلہ دکھاتے ہوئے نصیحت کرنے کی تلقین

اگلا حصہ ہے وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ اگر تمہیں خطرہ ہو یا محسوس ہو کہ تمہارے حقوق ادا کرنے کے باوجود بعض عورتیں فساد اور دنگے پر تلی بیٹھی ہیں اور نشوز میں ہر قسم کا فساد اور دنگا شامل ہے۔ یہاں تک کہ ہاتھ اٹھا بیٹھنا بھی شامل ہے۔ ایسی صورت میں

کیا کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ دنگا کرتی ہیں۔ تو تم بھی دنگا شروع کردو۔ تمہارا حق قائم ہو گیا۔ آگے دیکھیں کہ تین شرطیں اسی آیت کی ہیں۔ جس کی طرف یورپ کی نظر ہی نہیں جاتی۔ یا مغرب کی نظر ہی نہیں جاتی۔ طبعی عقلی نتیجہ یہ نکلنا چاہیئے تھا۔ اور آج کی دنیا کے قانون میں بھی یہی نتیجہ نکلے گا کہ اگر عورتیں پہل کریں فساد دیں۔ اگر وہ باغیانہ رویہ پہلے اختیار کریں اور مرد پر ہاتھ اٹھانے سے بھی باز نہ آئیں۔ تو پھر مرد کو بھی چھٹی ہونی چاہیئے۔ وہ جو چاہے کرے لیکن قرآن کریم چھٹی نہیں دیتا بلکہ عورت کی نزاکت کے خیال سے اس کی بعض کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا فَعِظُوهُنَّ۔ تم طاقتور ہو۔ تم قوام ہو۔ اگر قوام کا یہ مطلب ہوتا جو اہل مغرب نے لیا ہے کہ وہ حاکم ہے ڈنڈا چلائے گا۔ تو فَعِظُوهُنَّ۔ کا کونسا موقعہ تھا۔ یہاں پر۔ پھر تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ تمہارے قوام ہوتے ہوئے کسی عورت کی جرأت کیا تھی۔ کہ وہ تمہارے متعلق باغیانہ طرز اختیار کرے۔ اٹھاؤ ڈنڈا اور مارنا شروع کرو۔ فرمایا کہ نہیں فَعِظُوهُنَّ حوصلہ دکھاؤ۔ تم طاقتور ہو۔ تمہیں خدا تعالے نے کئی پہلوؤں سے فضیلت بخشی ہے۔ اس لئے حوصلے سے کام لیتے ہوئے پہلے نصیحت کرو۔ اگر نصیحت کارگر نہ ہو تو دوسرا قدم اٹھاؤ۔

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔ ان کو اپنے بستروں میں کچھ عرصہ کے لئے الگ چھوڑ دو۔ اب بستروں کو جو الگ چھوڑا جائے۔ عورتوں کو تو اس کے متعلق یہ وہم کر لینا کہ یک طرفہ سزا ہے۔ بڑی بیوقوفی ہے۔ بسا اوقات یہ ممکن ہے کہ بستر میں الگ چھوڑنے کے نتیجے میں عورت امن میں آجائے۔ کہ شکر ہے خدا کا یہ ہو گیا۔ میں تو پہلے ہی تنگ آئی بیٹھی تھی اور مرد کو سزا ملنی شروع ہو جائے اور واقعتاً یہی ہوتا ہے تو قرآنی تعلیم کا عجیب کمال ہے۔ کہ بغیر مرد کو بتائے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ تمہارے ساتھ۔ اس کو ایک ایسے عمل پر مجبور کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ نصیحت کے باوجود عورت نہیں سن رہی اور ہاتھ کو کھولنے کی پھر بھی اجازت نہیں دی فرمایا۔ کچھ دیر علیحدگی اختیار کرو۔ جب علیحدگی اختیار کرو گے تو انسانی جذبات ہیں وہ اعتدال پر آجاتے ہیں۔ کئی قسم کی دل میں تحریکات پیدا ہوتی ہیں۔ محبت عود کر آتی ہے۔ اور ہر نفسیاتی پہلو اس بات کا پیدا ہو جاتا ہے کہ شرمندہ ہو اپنے پہلے رویہ سے۔ یا عورت کو خیال

آئے یہ مجھ سے روٹھ گیا ہے۔ چلو بس کریں۔ اب لڑائی جھگڑا ختم کردیں۔ فرمایا اس کے باوجود اگر پھر بھی عورت اپنے سابقہ بد خلقی کے رویہ پر قائم رہے۔ اور ہاتھ اٹھائے یا تمہارے خلاف بغاوت کرنے میں پہل کرتی رہے۔ وَاضْرِبُوهُنَّ۔ پھر ان کو مارو۔ اس کے سوا اور کیا تعلیم ہو سکتی تھی۔ اس کو کوئی بدل کے دکھائے یا خدا کہتا کہ پھر پولیس کے حوالہ کردو۔ حوالات میں پہنچادو۔ یعنی جہاں عائلی زندگی کی حفاظت کی جاتی ہے۔ وہاں مرد کو تو دوسروں کے سپرد کیا جاسکتا ہے لیکن عورت کو سپرد کرنا اس کی سب سے بڑی تذلیل ہے۔ اور اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ ہی نہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ محلے کے مردوں کو بلاؤ، اور وہ تمہاری بیوی کو ماریں۔ یا پولیس کے سپرد کردو۔ وہ ڈنڈے چلائیں فرمایا ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود پھر تم خدا تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کرنے کے مجاز ہوگے کہ اس حد تک اس سے سختی کرو کہ اس کی اصلاح ہو لیکن ان شرطوں کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیم ہے۔ وہ میں نے اکٹھی کر دی ہے۔ اسلامی تعلیم کا جو خلاصہ اس آیت کی رو سے ہے وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔"

اسلامی تعلیمات میں عدم مساوات کے اعتراض کا جواب

اور جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس میں عدم مساوات کی تعلیم ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اور بے بنیاد ہے۔ اور قرآن کریم کی دوسری آیات کے مضمون کے بالکل منافی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۖ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ

یعنی جو فرمایا تھا ان کو فضیلت دی گئی ہے۔ اس مضمون کو دوسری طرح بیان فرمایا کہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ ان کو ایک قسم کی فوقیت حاصل ہے۔ لیکن اس فوقیت کے باوجود ان کے حقوق میں کوئی فرق نہیں۔ اور بعینہ مردوں کے حقوق عورتوں کے حقوق کے برابر ہیں۔ چنانچہ فرمایا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ۔ عورتوں کے حقوق کے لئے

بعینہ وہی حقوق ہیں جو مردوں کے لئے ان پر ہیں ۔ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ عام دُنیاوی عقل اور مناسبت کے اعتبار سے ۔ جو بھی برابر حقوق ہونے چاہئیں ۔ میاں بیوی کے وہ دونوں کو اسی طرح ملیں گے حالانکہ وَلِلرِّجَالِ میں " و " حالیہ معلوم ہوتی ہے ۔ یعنی یہ بیان کرنے کے لئے باوجود اس کے، حالانکہ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" ۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ مردوں کو ایک پہلو سے عورتوں پر ایک فضیلت بھی حاصل ہے ۔ لیکن فضیلت کا مطلب ہرگز یہ نہ لیا جائے ۔ کہ ان کے حقوق میں فرق پڑ گیا ہے ۔

پھر فرمایا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط تم ایک دوسرے سے حقوق میں اور ذمہ داریوں میں اس طرح بالکل برابر ہو گویا تم ان کا لباس ہو ۔ اور وہ تمہارا لباس ہیں ۔ اس کی تشریح کا اس وقت، وقت نہیں ۔ ورنہ یہ آیت بہت ہی لطیف مضامین پر مشتمل ہے ۔ جہاں تک آج کے مضمون کا تعلق ہے ۔ اتنا ہی کہنا کافی ہے ۔ کہ لباس کی جتنی بھی ذمہ داریاں ہوتی ہیں ۔ مرد کو عورت کے لئے ادا کرنا ہوں گی ۔ اور عورت کو خاوند کے لئے ادا کرنا ہوں گی ۔

علیحدگی کی صورت میں اولاد کی تقسیم کے اصول میں بھی مساوات ہے

پھر فرمایا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۔ اگر آپس میں اختلاف پیدا ہو جائے ۔ علیحدگیوں کے مواقع پیش آئیں ۔ تو فرمایا ۔ ہرگز کوئی ایسا فیصلہ نہیں دیا جائے گا ۔ جس کے نتیجے میں والدہ کو اپنے بیٹے کے ذریعے سے دُکھ پہنچایا جائے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ نہ ہی والد کو اس کے بیٹے کے ذریعے سے کوئی دُکھ پہنچایا جائے گا اور اس تعلیم میں بھی دونوں کو بالکل برابر کر دیا ۔ اس کے مقابل پر اب ہم دیکھتے ہیں کہ دیگر قوموں میں یا دیگر مذاہب میں عورت کے متعلق کیا ذکر ملتا ہے ۔ پہلی بات اس ضمن میں پیش نظر یہ رہنی چاہیئے ۔ کہ جب بھی مغربی دُنیا میں اس مضمون پر بحث اُٹھتی ہے تو عموماً ایک مغالطہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے اور وہ مغالطہ آمیزی یہ ہے کہ مغربی تہذیب کو اسلام کے مقابل پر پیش کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ مغربی تہذیب کوئی مذہب نہیں ہے ۔ اسلام ایک مذہب ہے اگر فوقیت

پیش کرنا مقصود ہے۔ تو بائبل کی تعلیم کی اسلام کی تعلیم پر فوقیت دکھانی چاہیئے اور یہ جائز موازنہ ہے۔ یہودیت کی تعلیم کی فوقیت۔ عیسائیت کی تعلیم کی فوقیت دکھائی جائے۔ لیکن مذہب کے مقابل پر تہذیب کی بحثیں شروع کر دی جائیں تو یہ بالکل لاتعلق بات ہے۔ لیکن مَیں اس پہلو کو بھی بعد میں لوں گا۔

عیسائی اسلام پر حملہ آور ہوں تو بائبل سے جواب دیں

سردست آپ کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی عیسائی آپ سے گفتگو کرتے ہوئے اسلام کی کسی تعلیم پر حملہ آور ہو۔ تو آپ ہمیشہ پہلے بائبل سے اس کا موازنہ کیا کریں۔ اور تہذیب کو نظرانداز کیا کریں۔ کیونکہ کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ ایک کلاس کی چیز کا کسی دوسری کلاس کی چیز سے موازنہ کریں۔

بائبل کے نمونے اب میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بائبل کہتی ہے کہ

بیوی اپنے شوہر سے ڈرتی رہے (امثال ۵-۳۳-۲۸)

پیدائش ۱۶/۳ میں لکھا ہے کہ "شوہر تم پر حکومت کرے گا"۔

اب جو الزام اِسلام پر لگا رہے تھے۔ وہ الزام تو خود بائبل سے ثابت ہو گیا۔ اگر حکومت کرنا بُری بات ہے تو پھر عیسائیت نے خود حکومت کی بُنیاد ڈالی ہے جو یہودیت نے تورات میں دی ہے۔ جہاں تک انجیل کا تعلق ہے کہتی ہے کہ

"مَیں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چُپ چاپ رہے"۔

جہاں تک سکھانے کا تعلق ہے۔ اس نے بات کو عام کر دیا ہے۔ صرف مذہب کا تعلق نہیں رہا دُنیا میں عورت کوئی بھی تعلیم نہیں دے سکتی۔ اور مرد پر حُکم چلانا ہی بند نہیں کیا۔ بلکہ بے چاری کی زبان بھی بند کر دی۔ چپ چاپ رہے۔ حُکم نہ دینے تک بات رہتی تو ٹھیک تھا لیکن عورت بے چاری جو ویسے ہی بولنے کا شوق رکھتی ہے۔ اسکی زبان گم کر دینا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ پھر لکھا ہے۔

"وہ مرد کی محکوم بن کر رہے" (۱-کرنتھیوں ۱۴/۳۴)

وہ مرد کی محکوم بن کر رہے۔ اور اس کی علامت کے طور پر اپنا سر ڈھانپے۔ خیر یہ کہنا پڑتا ہے کہ یورپ نے علامت اڑا دی ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے اِس کی حکومت سے باہر نکل گئی ہے۔ اب میں اِس حدیث کو جواب مجھ کو مل گئی ہے۔ آپ کے سامنے رکھنے کے بعد پھر میں اِس مضمون کو دوبارہ شروع کروں گا۔ مارنے کے متعلق جو حدیث تھی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تاکید فرمائی ہے۔ اور وہ ہے۔ پہلے تو حقوق بیان فرمائے۔

آپؐ نے فرمایا" جو تو کھاتا ہے۔ اس کو بھی کھلا۔ جو تو پہنتا ہے۔ اس کو بھی پہنا۔ اور اس کے چہرے پہ نہ مار۔ اور اس کو بدصورت نہ بنا۔ اور پھر فرمایا۔ اگر سبق سکھانے کے لئے تجھے اس سے الگ رہنا پڑے تو گھر میں ہی ایسا کر۔ یعنی اسے گھر سے نہ نکال خود بھی گھر سے نہ نکل"۔

پس یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسی قرآن کریم کی آیت کی تفسیر فرمائی جا رہی ہے۔ فرمایا ان کو اپنے بستروں میں اکیلا چھوڑنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم انہیں اکیلا چھوڑ کر باہر نکل کر اَللّے تَللّے اڑاتے پھرو۔ اور ان کی اس علیحدگی کے دُکھ میں شریک نہ ہو۔ فرمایا۔ تم کو اس وقت تک ان کی علیحدگی کا دُکھ دینے کے لئے اجازت ہے۔ جب تم خود اس دُکھ میں شریک رہو۔ نہ عورت کو گھر سے نکالو۔ اور نہ خود نکلو۔ اور اگر مرد یہ طریق اختیار کریں۔ تو انتہائی بعید کی بات ہے۔ کہ شاید یہ کسی زمانہ میں کسی شخص کو کوئی ایسی عورت مل جائے۔ کہ اِس کے باوجود اس پہ ہاتھ اٹھانا پڑے۔

ہندوازم میں عورت کی حیثیت

جہاں تک ہندو مذہب کا تعلق ہے چونکہ دُنیا کے دیگر مذاہب سے تفصیلی موازنہ میں دقت یہ پیش آئی کہ جب مَیں نے تلاش کیا تو پتہ چلا کہ اکثر مذاہب میں وہ تعلیمات ہی موجود نہیں جو اسلام میں ہیں۔ ذکر بھی نہیں بعض مذاہب میں۔ اِس لئے خلاء ملتے ہیں۔ جو بڑے بڑے مذاہب ہیں مثلاً یہودیت۔ عیسائیت اور ہندوازم ان میں چونکہ ذکر ملتا ہے۔ اس لئے مَیں نے ہندوازم کو بھی آج کے موازنہ کے لئے چُن لیا۔ ہندومت میں بیٹی کی پیدائش کو منحوس قرار دیا گیا ہے۔ اور جس طرح عربوں میں بیٹی کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہندو

مذہبی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ زمانوں میں ہندوؤں میں بھی یہ رواج تھا کہ اچھے خاندان کے لوگ اپنی بیٹی کی پیدائش پر اسے مار دیا کرتے تھے۔

عورت کی شادی کے لئے اس کی اجازت کا حصول ضروری نہیں۔ بیوہ عورت کے ساتھ یہ سلوک ہوگا کہ وہ شادی نہیں کرے گی۔ اس کو سر کے بال منڈوانے ہوں گے اور ہمیشہ سفید کپڑے پہننے ہوں گے۔ آئندہ کبھی وہ رنگدار کپڑے استعمال نہیں کر سکتی۔ کسی شادی میں شریک نہیں ہو سکتی۔ اگر ہو بھی تو سہاگن کے قریب بھی نہ جائے۔ اپنا کھانا خود پکانا ہوگا۔ کوئی اس کو کھانا پکا کر نہیں دے سکتا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے بھیانک مظالم ہیں جو عورت پر روا رکھے جاتے ہیں۔ اور نتیجتاً ایک ایسے ظلم کا آغاز ہوا۔ جو ان مظالم کے نتیجے میں ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہندومت نے عورت کو یہ تعلیم دی کہ خاوند مر جائے تو تم بھی جل مرو۔ اتنا دردناک نقشہ ہوتا ہے۔ ساری عمر دکھ اٹھانے کا ایک ہندو بیوہ کا کہ اس کے بعد یہ تعلیم رحمت نظر آتی ہے کہ ساری عمر جو دکھ اٹھاتے ہیں۔ تو بہتر یہ ہے کہ ایک دفعہ ہی جل کر مر جاؤ۔ ورنہ ساری زندگی جلتی رہو گی۔

منوسمرتی جو عورت کے متعلق تعلیم دیتی ہے۔ وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ وارث بھی قرار نہیں پاتی۔ اور اس کے علاوہ بعض ایسی رسمیں ہیں جن کا یہاں ذکر مناسب نہیں۔ چنانچہ تعلیم سے متاثر ہو کر ہندو شاعر تلسی داس نے کہا۔

"شودر ڈھول" مویشی پیٹتے ہی رہیں تو ٹھیک رہتے ہیں۔

تمدنی اور تہذیبی لحاظ سے عورت کے مقام کے متعلق اسلامی اور مغربی طرزِ فکر میں موازنہ

بہر حال مذاہب کے مختصر موازنے کے بعد اب میں تمدنی اور تہذیبی موازنے کی طرف آتا ہوں۔ مغرب کو اپنی تہذیب پر ناز ہے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ اہلِ مغرب کی تہذیب اسلامی تہذیب کے مقابل پر عورت کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور چودہ سو سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مطہر پر نازل ہونے والی تعلیم پر جو اعتراض کرتے ہیں۔ اس کے مقابل پر آج کل کی مغربی تہذیب کو رکھتے ہیں۔ اور اس موازنے میں ان کو لذت محسوس ہوتی

ہے کہ دیکھو آج جو ہم نے عورت کے متعلق کہا ہے۔ چودہ سو سال پہلے تم لوگ اس سے واقف نہیں تھے۔ گویا اس رنگ میں موازنہ پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ایک کتاب ہے۔

SCREAM QUIETLY OR THE NEIGHBOUR WILL HEAR

ERIN FIZZY نے یہ کتاب لکھی۔ PENGUIN سنہ ۱۹۷۴ء نے شائع کی۔ اس کتاب میں عورتوں پر ظلم کی بہت ہی دردناک داستانیں ہیں۔ ایک روایت کے مطابق عورتوں کی مار کھا کر زخمی اور ٹوٹی ہوئی ہڈیاں۔ سگرٹوں سے جلائی ہوئی جلد اور بے شمار خطرناک زخموں کی ایک کہانی ہے۔ اس کہانی کی تفصیلات کو تو چھوڑتا ہوں۔ جس نے یہ کتاب دیکھنی ہے۔ وہ دیکھ سکتا ہے۔ بہت دردناک واقعات ہیں اس میں۔ جس میں یہ ساری چیزیں درج ہیں۔ کس طرح وہ بوتلیں شراب کی مار مار کے توڑتے۔ ان کے ٹوٹے پھوٹے شیشوں سے کیسے گہرے زخم عورتوں کے چہروں پر آتے۔ اور باندھ کر سگرٹوں سے ان کو جلایا جاتا، اور یہ پچھلی صدی کی بات نہیں۔ اس صدی کے شروع کی بھی بات نہیں۔ سنہ ۱۹۷۴ء کی بات کر رہا ہوں۔ بہر حال جو اس کتاب کو جو دلچسپی چاہے دیکھے جس کا حوصلہ ہو۔ وہ اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۷۶ء میں پہلی بار انگلستان میں VIOLENCE کے خلاف قانون ایکٹ بنا ہے۔ اور قانون کے مطابق سنہ ۱۹۱۵ء کا قانون اس وقت تک منسوخ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی نیا قانون اس کو منسوخ نہ کرے۔ سنہ ۱۹۷۶ء میں یہ کل کی بات سمجھیں اب پہلی بار یہ قانون بنایا جا رہا ہے اور اعتراض کر کر کے بُرا حال کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اسلام کے اوپر سنہ ۱۹۸۱ء میں اس قانون کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے (WAF) ویف کی ریسرچ کی رپورٹ تھی کہ اس ایکٹ کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ کیونکہ جب تک جج کو اس بات کی تسلی نہ ہو جائے۔ کہ تشدد واقعی حد سے گزر گیا تھا۔ وہ مرد کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتے۔ اگر انہیں گھر سے نکال دیں تو حکومت کو مسئلہ یہ پیش آ جاتا ہے کہ وہ مرد HOMELESS بن جاتا ہے۔ اور لوکل کونسل کو اس کی ذمہ داری قبول کرنی پڑتی ہے۔ اس ریسرچ ٹیم نے

جو فائنڈنگز FINDINGS دی ہیں۔ ان کی رو سے وہ کہتے ہیں۔ ہم نے چھ سو چھبیس مظلوم عورتوں کا انٹرویو لیا۔ ان میں چونسٹھ فیصد نے کہا کہ ان کے خاوندوں نے انہیں مارا۔ مگر باوجود رپورٹ کے پولیس نے ان کی کوئی مدد نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھریلو جھگڑوں میں دخل اندازی نہیں کر سکتے۔ باقی چھتیس فیصد نے کہا کہ پولیس کو بلایا گیا۔ انہوں نے یقین ہی نہیں کیا کہ مارا بھی گیا تھا اور عورتوں کا اس رپورٹ کے مطابق تاثر یہ تھا۔ کہ چونکہ پولیس والے اکثر مرد ہیں۔ اس لئے اس معاملے میں وہ مردوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور عورت کی آواز نہیں سنتے۔

ساؤتھ لنڈن پریس کی جمعہ ۱۲ جون ۱۹۸۷ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ایک باپ نے اپنی ایک سال کی معصوم بچی کو سر پہ اس قدر مارا کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ بچی ساری زندگی کے لئے اندھی ہو چکی ہے۔ اور اس کے علاوہ مرگی کی بیماری لگ گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بیماریاں جو عمر بھر اس کے ساتھ لگی رہیں گی۔

ٹائمز ۲۰ جون ۱۹۸۷ء صفحہ ۴ TIMES 20TH JUNE 1987 PAGE 4 میں لکھا ہے کہ پورٹس ورتھ PORTSWORTH میں ایک پانچ سالہ بچی کو اس کے باپ نے ریپ RAPE کیا۔ اور N.S.P.C.C کے اندازے کے مطابق ۱۹۸۶ء میں رجسٹرڈ مظلوم بچوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ یہ بچے پندرہ سال سے کم عمر کے ہیں۔ اور ان میں بھاری اکثریت وہ تھی۔ جن کے ساتھ اسی قسم کے جنسی مظالم ہوئے۔ جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ انگلینڈ اور ویلز (WALES) میں اسی تعداد میں اضافہ ہے۔ ۱۹۸۵ء میں بیالیس فیصد اضافہ ہوا۔ یہ قانون بننے کے بعد کے اور تحریکات جاری ہونے کے بعد کے قصے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی کہ کس منہ سے یہ اسلام کی اس تعلیم پہ اعتراض کرتے ہیں۔ جس کی تفسیر میں نے آپ کے سامنے ابھی سنائی ہے اور جو حال ہے اپنا۔ وہ یہ ہے کہ جتنی کوششیں کر رہے ہیں۔ یہ ظلم ہاتھ سے نکلتا چلا جا رہا ہے۔ اور حد سے بڑھتا جا رہا ہے۔

۱۹۸۵ء میں انگلینڈ اور ویلز WALES میں بیالیس فیصد اضافہ ہوا۔ اور جہاں تک معصوم بچیوں کے ساتھ سیکشوئل ابیوض SEXUAL ABUSE کا تعلق ہے۔ ایک سو چھبیس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یعنی دوگنے سے بھی بڑھ گیا ہے۔ معاملہ ساری اسلامی دنیا میں آپ تلاش

کر کے دیکھ لیں آج کے بگڑے ہوئے حال میں بھی بد سے بدتر حال میں بھی۔ آپ کو غالباً ایک بھی
ایسا واقعہ نظر نہیں آئے گا۔ اور ان مظلوم بچوں میں سے لکھا ہے۔ ۷۵ بچے وہ ہیں جو پانچ سال
سے چھوٹی عمر کے ہیں۔ اور اپنے ہی گھروں میں اپنے ہی باپوں کے ہاتھوں وہ مظالم کے شکار
ہوئے N.S.P.C.C کے STATISTICS کے مطابق یہ اضافہ ہر سال دوگنا ہو رہا
ہے۔ یعنی آنے والے چند سالوں میں شاید آپ کو ڈھونڈ کر وہ گھر نکالنا پڑے گا جہاں عورتوں
پر مظالم نہیں ہو رہے۔ اور معصوم بچیوں پر مظالم نہیں ہو رہے۔

اخبار THE INDEPENDENT اپنی ۳۰ جون ۱۹۸۷ء کی آجکل کی بات
ہے۔ اشاعت میں لکھتا ہے N.S.P.C.C کی ایک رپورٹ کے مطابق پچھلے سال بچوں
کی تعداد میں ایک سو سینتیس فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ پس یہ جو اندازہ پیش کیا گیا تھا۔ کہ ہر سال
دوگنے کا اضافہ متوقع ہے۔ اس سے بھی زیادہ ہے۔ ایک سو سینتیس فیصد کا مطلب ہے
کہ دوگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اس میں اسّی فیصد تعداد معصوم بچیوں کی ہے۔ روزنامہ گارڈین
GUARDIAN ۷ جولائی ۱۹۸۷ء صفحہ ایک پر ہے کہ ایک نیشنل سروے کی رپورٹ
سے معلوم ہوا ہے کہ مظلوم بچیوں کی تعداد جو کہ لوکل اتھارٹیز میں رجسٹرڈ ہوتی ہے۔ اس میں
بائیس فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ اس اضافہ میں زیادہ تر وہی بچے ہیں۔ یعنی مظلوم جو اپنے
والدین کے ستائے ہوئے ہیں۔

جہاں تک طلاقوں کا تعلق ہے۔ اس ملک میں مڈل کلاس جو تعلیم یافتہ اور اچھی سمجھی
جاتی ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ یہاں کیونکہ اقتصادی معیار چونکہ اونچا ہے۔ اس لئے مڈل
کلاس اچھی خاصی کھاتی پیتی کلاس ہے۔ اس میں ۳۲ فیصد عورتوں نے یہ ثابت کر کے عدالتوں
میں طلاق لی کہ ان کے خاوند ان پر شدید مظالم کرتے ہیں۔ اور مار کٹائی کرتے ہیں۔ اور
ورکنگ کلاس WORKING CLASS میں چالیس فیصد۔ لیکن یہ وہ معاملات جو عدالتوں
میں جا کر ثابت ہوئے۔ اور جن کے نتیجے میں طلاقیں دے دی گئیں۔ ایسی مظلوم عورتیں بے شمار
اُن ساٹھ فیصد میں بھی ہوں گی۔ جو کسی وجہ سے عدالتوں تک پہنچ ہی نہیں سکیں۔ چنانچہ رپورٹ
میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ کئی اور وجہ سے عورتیں عدالتوں میں نہیں جاتیں بلکہ ہم جب ان کے

گھروں میں گئے۔ ان سے انٹرویو کیا۔ تو اُنہوں نے کہا کہ اس معاملے کو چھوڑ دو۔ ہماری مظلومیت کی زندگی اب بدل نہیں سکتی۔ ہمارے حالات ایسے ہیں۔ ہمارے بچوں کے حالات ایسے ہیں اب جس طرح بھی ہے۔ اسی طرح چلتا رہے گا۔

چنانچہ ایسے ہی ایک سوشل ورکر نے گھروں میں جا کر سوالات کئے۔ اور ان کے واقعات لکھے ہیں۔ ایک عورت کے متعلق بیان ہے۔ جو میں نے آپ کے سنانے کے لئے چنا ہے۔ کہتی ہے۔ میرے خاوند نے ساری زندگی مجھے مارا۔ جب میں پہلے بچے سے حاملہ ہوئی تو میرا خاوند باہر جانے لگ گیا۔ دوسروں کے ساتھ۔ پھر جب وہ شراب خانے سے واپس آتا تو مجھے مارنا شروع کر دیتا۔ کہتی ہے۔ کہ روزمرہ کا یہ دستور تھا۔ لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس نے مجھے کندھوں سے پکڑ کر میرا سر دیوار پہ مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں بے ہوش ہو گئی۔ پھر مجھے گھسیٹ کے پانی کی ٹوٹی کے نیچے لے گیا۔ اور ٹھنڈا پانی میرے سر پر ڈالا۔ اور جب مجھے ہوش آئی۔ تو پھر اسی طرح مجھے کندھوں سے پکڑا اور دیوار کے ساتھ مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ میں پھر بے ہوش ہو گئی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ اِن حالات میں اپنے خاوند کو چھوڑتی کیوں نہیں۔ تو کہنے لگی کہ آخر وہ اپنے بچوں کو لے کر کہاں جائے۔ اس سے کہا گیا کہ وہ حکومت کی سوشل سروسز کی طرف رجوع کرے۔ کہنے لگی کہ اس نے کوشش کی ہے مگر ہر دفعہ اس کو ٹال دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ واپس گھر چلی جاؤ۔ چنانچہ اس سوشل ورکرز نے جب لنڈن کی تمام (سوشل سروسز) سے اس عورت کی داستان بیان کر کے ان سے مدد چاہی تو انہوں نے جواب دیا، کہ اگر وہ گھر سے نکلی تو وہ VOLUNTARY HOMELESS والنٹری ہوم لیس قرار دی جائے گی اور جو والنٹری ہوم لیس ہو اسے VOLUNTARY HOMELESS جھٹلا دیتی ہے

چودہ سو سال پہلے اسلام نے عورت کے متعلق جو تعلیم دی تھی۔ آج کے یورپ کو بھی اس تعلیم کے پاؤں چھونے تک کی توفیق نہیں ملی۔ اور میں جب یہ دعویٰ کرتا ہوں تو اہلِ یورپ کی زبان میں ان حقائق کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن کو جھٹلانے کا آج کسی کو حق نہیں۔

سب سے پہلے تو میں NORTHUMBERLAND AND TIME SIDE COUNCIL OF SOCIAL SERVICES نارتھ امبرلینڈ اینڈ ٹائم سائیڈ کونسل

آف سوشل سروسز کی ایک رپورٹ کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ جو لکھتے ہیں کہ انگلستان
میں ۱۹۱۵ء میں ایک قانون بنا اور وہ قانون ایک مجسٹریٹ کے فیصلے کی شکل میں ظاہر ہوا۔
جس نے یہ فیصلہ دیا۔ کہ خاوند اپنی لڑنے والی بیوی کو مار سکتا ہے۔ جہاں تک اس بات
کا تعلق ہے۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن کریم نے پیش کی تھی۔ اور جس پر یورپ نے اتنا واویلا
مچایا۔ لیکن قرآن کریم نے بعض شرطیں ساتھ رکھ کر اس تعلیم کی تلخی کو غائب کر دیا تھا۔ مگر انہوں نے
جو شرط رکھی انگلستان میں ۱۹۱۵ء میں کہ مار تو سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس چھڑی سے
مارے وہ مرد کے انگوٹھے کی موٹائی سے زیادہ نہ ہو۔ کتنی دفعہ مارے کہاں کہاں مارے کہاں
نہ مارے کیا کیا احتیاطیں کریں۔ کوئی اور ذکر نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ یہاں کے جو زمیندار
ہیں۔ ان کے انگوٹھے ہماری دو دو تین تین انگلیوں کے برابر ہوتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے
کہ بعض دفعہ دیکھیں تو ہماری انگوٹھیاں جیسے الیس اللہ کی ہمیں آرام سے آجاتی ہیں۔ درمیانی
بڑی انگلی میں۔ وہ جب تحفہ ان کو بعض دفعہ دینا پڑتا ہے۔ تو ان کی چھنگلی میں بھی پوری
نہیں آتی۔ تو اتنی موٹی سوٹی آرام سے بن جائے گی۔ اس سے جتنا چاہو مارو۔ یہ اس صدی
کا ۱۹۱۵ء کا قانون ہے۔ جو یہاں رائج ہوا تھا۔ اور یہ قانون پھر اسی طرح جاری رہا۔ یہ
تبدیل نہیں ہوا۔

۱۹۷۰ء میں ابھی کل کی بات ہے۔ پہلی دفعہ عورتوں نے DOMESTIC VIOLENCE
ڈومیسٹک وائیلنس کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا اور ایک ایسوسی ایشن بنائی۔ اور انگلستان
کو تہذیب سکھلانے کی کوشش کی۔ ۱۹۷۰ء میں پہلی دفعہ ان کوششوں کا آغاز ہوتا ہے۔ اور
۱۹۷۳ء تک ان کوششوں کے کیا نتائج ظاہر ہوئے تھے ان کے متعلق میں آپ کو

MARITAL VIOLENCE THE COMMUNITY RESPONSE

۱۹۸۳ء کی چھپی ہوئی اس کتاب سے ایک حوالہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔

۱۹۷۳ء کے ایک سروے SURVEY میں بتایا کہ برطانیہ میں ہر سال ستائیس ہزار
سیریس SERIOUS کیسز ہوتے ہیں۔ جن میں مرد اپنی بیویوں کو مار کر زخمی کر دیتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء
کی عورتوں کی اصلاح معاشرہ کی کوششوں کے نتیجے میں سروے SURVEY سے معلوم ہوا کہ یہ

تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔ بلکہ دو لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ علاوہ ازیں کہتے ہیں کہ اس تعداد کو بھی آخری شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کہتے ہیں۔ ہمارا تاثر یہ ہے کہ اکثر عورتیں مار کھاتی ہیں۔ اور خاموش رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ شرم محسوس کرتی ہیں کہ تحقیق کرنے والوں کو بتائیں کہ ہمارا خاوند ہمارے اوپر ہاتھ اٹھاتا رہا ہے۔

PARLIAMENTARY SELECT COMMITTEE ON VIOLENCE IN MARRIAGE (پارلیمنٹری سیلیکٹ کمیٹی اون وائیلنس اِن میرج) نے کہا ہے کہ اس وجہ سے اس قسم کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنا بے حد مشکل ہے۔

چنانچہ ایک اور رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ ۱۹۷۷ء میں صرف برسٹل BRISTOL کے علاقہ میں پانچ چھ ہزار کے قریب کیسز پولیس کی رپورٹ کے مطابق درج ہوئے جن میں عورتوں نے شکایت کی تھی کہ مردوں نے ہمیں ظالمانہ طور پر پیٹا ہے۔ اس کے لئے کوئی امداد نہیں کی گئی اس بیچاری کو کیا کرنا چاہیئے۔ اگر وہ عدالت میں جائے اسی گھر میں رہتے ہوئے اپنے خاوند کے خلاف آواز اٹھائے یا سوشل سروس میں جائے۔ تو جو اتنا ظالم ہے وہ اور کتنا بُرا اس سے سلوک کرے گا۔ اور کیا کیا بُرا سلوک نہ کرے گا۔ کہنا چاہیئے۔ اور اگر وہ خود نکل جائے۔ تو وہ امداد کی مستحق نہیں رہتی کیونکہ قانون یہ کہتا ہے کہ تم خود بخود نکل آئی ہو۔

امریکہ میں جو سروے شائع ہوئے ہیں۔ وہ بھی اس حال سے کوئی بہتر نہیں ہیں ۱۲ فیصد عورتوں کو شادی کے پہلے چھ مہینوں میں مارا گیا ہے۔ سارے امریکہ کی ساری شادیوں کی بات ہو رہی ہے۔ ۱۲ فیصد عورتوں کو شادی کے پہلے چھ مہینوں میں مارا گیا۔ ۱۸ فیصد عورتوں کو ایک سال کے بعد مار پڑنی شروع ہوئی۔ ۲۵ فیصد عورتوں کو دو سال کے بعد مار پڑنی شروع ہوئی۔ اور یہ جو امریکہ اُٹھ اُٹھ کے اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ اور فلمیں دکھاتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اسلام کے مظالم کی۔ اپنا اب یہ حال ہے کہتے ہیں۔ چنانچہ پہلے تین سال کے STATISTICS بتاتے ہیں۔ کہ ۴۸ فیصد عورتیں ایک سال سے دو تین سال کے اندر اندر مار کھانی شروع کر دیتی ہیں۔

(بحوالہ DOBASH + DOBASH 1979-94)

اب جس کے مذہب کے اوپر زبانِ طعن دراز کی جارہی ہے۔ یعنی حضرت اقدس

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اپنا نمونہ دیکھئے۔ جن پر یہ تعلیم نازل ہوئی تھی۔ اس تعلیم کو انہوں نے کس طرح سمجھا۔ اور کس طرح اس پر عمل کیا۔ اور کس طرح اپنے غلاموں میں اس تعلیم کو رائج فرمایا۔ وہ اسلام ہے۔ اس اسلام پر انگلی اٹھا کر دیکھیں۔

عورتیں آبگینے ہیں۔ احتیاط رکھیئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں سے حسنِ سلوک

خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ عورتوں کی تکلیف اس حد تک نہیں برداشت کر سکتے تھے کہ ایک دفعہ ایک اونٹ کو تیز دوڑتے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ آبگینے ہیں آبگینے ہیں۔ اس تیزی سے تم اونٹ کو دوڑا رہے ہو۔ اس میں عورتیں سوار ہیں چوٹ لگ جائے گی جس طرح آپ نے گلاس کے پیکٹ پر لکھا دیکھا ہو گا GLASS WITH CARE GLASS WITH CARE یہ محاورہ چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لئے یہ ایجاد کیا۔ فرمایا تھا۔ کہ GLASS WITH CARE۔ تو جس کا اپنا رجحان یہ ہو۔ عورت کی طرف۔ اس کی طرف ظلم کی تعلیم منسوب کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹ نے ٹھوکر کھائی۔ اور وہ گر گیا۔ سارے عشاق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دوڑے۔ تو آپؐ نے فرمایا اَلْمَرْأَةَ اَلْمَرْأَةَ۔ میرا خیال چھوڑو۔ عورت کی خبر لو۔ عورت کی خبر لو۔ LADIES FIRST کا یہ محاورہ آج کل بنا کر پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو کیسی معزز۔ کیسی اچھی تعلیم ہے۔ جو چودہ سو سال قبل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود اس کے کہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔ بے اختیار وہ عشق میں آپ کی طرف دوڑے تھے۔ کوئی مرد عورت کا فرق نہیں کیا جا رہا تھا۔ اس کے باوجود اپنے مذہبی۔ بلند مرتبے کو سامنے رکھتے ہوئے۔ آپ نے یہی فرمایا۔ اَلْمَرْأَةَ اَلْمَرْأَةَ۔ عورت کا خیال کرو۔ عورت کا خیال کرو۔ کدھر کو دوڑے چلے آ رہے ہو؟ امر واقعہ یہ ہے کہ بعض اوقات

خود امہات المومنین سے ایسی باتیں سرزد ہوئیں۔ جس کے متعلق قرآن کریم نے اس آیت میں ذکر فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

(سورۃ احزاب آیت ۲۹)

طلاق تک نوبت آگئی۔ ایسے مطالبے تھے۔ کہ جو ناجائز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہ تعلیم دی۔ کہ ساری بیویوں کو بلاؤ۔ اور ان سے کہہ دو کہ اگر تم نے مطالبے کرتے چلے جانا ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ گھر کا ماحول خراب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آؤ میں تم کو اموال سے لاد کر رخصت کرتا ہوں۔ لیکن پھر میرے ساتھ نہیں رہنا تم نے کیونکہ میری ایسی ذمہ داریاں ہیں۔ جن کو ادا کرنے کے لئے میں ایک خاص قسم کی زندگی اختیار کرنے پر مجبور رہوں۔ لیکن عورت کو اس حق سے محروم نہیں کیا۔ کہ وہ اچھے حال میں رہے۔ فرمایا ٹھیک ہے تمہیں اختیار ہے۔ اگر اچھا حال اختیار کرنا ہے۔ تو میں تمہیں دولت دیتا ہوں۔ ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔ پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسی باتیں بھی ہوئیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اک راز کی بات اپنی کسی زوجہ محترمہ کو بتائی۔ اور انہوں نے اس راز کو دوسروں پر ظاہر کر دیا۔ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ کے خلاف بات ہے بظاہر اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت اس سے زیادہ مقدس امانت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی سخت کلامی نہیں کی۔ مارنا تو درکنار۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں صرف اتنا بتایا کہ تم نے یہ راز ظاہر کر دیا ہے۔

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ

(سورۃ تحریم آیت ۴)

جب آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کو بتایا کہ جو میں نے راز بتایا تھا۔ تم نے ظاہر کر دیا۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے جواباً یہ کہا۔ آپ کو کس نے بتا دیا ہے۔ ان کو یہ خیال آیا شاید کہ عورتوں کو اگر کہا جائے کہ یہ بات نہیں بتانی تو وہ ضرور بتاتی ہیں۔ یا شاید اسی خیال کی وجہ سے انہوں نے پوچھا ہو گا کہ ضرور اس نے بتا دی ہے۔ لیکن کسی نے نہیں بتائی تھی۔ اللہ تعالیٰ

نے بتائی تھی۔ فرمایا مجھے تو اَلْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ خدا نے بتا دیا ہے۔ اس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں اور اس کا حق ہے جس کو جس کے چاہے راز بتاتا رہے پھر فرمایا۔

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ

(سورۃ تحریم آیت نمبر ۵)

کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم دونوں عورتیں ایک نے دوسری کو بتایا تھا تم دونوں توبہ کرو۔ تو حق ہے۔ کیونکہ تمہارے دل غلطی کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ تم سے ایک جرم سرزد ہو چکا ہے۔ اس لئے توبہ کرو۔ تو اس کی حقدار ہو۔ اوّل تمہیں توبہ کرنی چاہیئے لیکن اگر نہیں کرتیں۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ

(سورۃ تحریم آیت نمبر ۵)

اگر محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تم نے بغاوت ہی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تو یاد رکھو کہ اللہ اور جبریل اور صالح مومنین سب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں اور خدا کے فرشتے بھی اس کے پس پشت کھڑے ہیں۔

عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ

(سورۃ تحریم آیت نمبر ۶)

اگر تمہیں طلاق بھی دینی پڑے تو خدا تم سے بہتر بیویوں کا اس کے لئے انتظام کر سکتا ہے وہ تمہارا محتاج نہیں ہے۔ اسی محتاجی کے نہ ہونے کے باوجود یہ نصیحت کا طریق ہے۔ اور اس آیت کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے کہ اگر تمہارے خلاف عورتیں نشوز کریں۔ تو تم انہیں نصیحت کرو۔ اور اس نصیحت کے بعد اگلے کسی اقدام کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو جس ذلت کے مقام سے اٹھا کر ایک نہایت ہی عالیشان اور ارفع مقام تک پہنچا دیا تھا۔ اس کے نتیجے میں عرب معاشرہ میں بنیادی

تبدیلیاں پیدا ہوگئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خدا تعالیٰ نے پاک تعلیم دی۔ اور آپ نے اس کے مطابق نمونہ دکھایا۔ اس کے نتیجے میں جو نئی سوسائٹی وجود میں آئی ہے۔ اور عورتوں نے مردوں کے برابر اپنے آپ کو سمجھا۔ اور اپنے حق کو برابری کے ساتھ وصول کیا ہے۔ اس سے پہلے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ یہ بات کہ کوئی عورت اپنے باپ کے مقابل پر کھڑی ہو کر اپنا حق مانگ رہی ہو۔ یا کسی غیر سے اپنا حق مانگ رہی ہو۔ وہ بے چاری مظلوم چیز تھی۔ ورثہ میں بانٹی جایا کرتی تھی۔ چنانچہ اسی واقعہ کے متعلق قرآن کریم کی پہلی آیت جو میں نے پڑھ کر سنائی تھی جس میں ذکر تھا کہ اگر تم مطالبے کرتی رہو گی۔ تو پھر بس تمہیں بہت مال دولت دے کر پوری طرح راضی کر کے رخصت کر دیتا ہوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کچھ عرصے کے لئے ان کو سمجھانے کی خاطر علیحدگی بھی اختیار کر لی۔ اس وقت ان ازواجِ مطہرات کے والدین جن کو یہ معلوم ہوا۔ ان کو سمجھانے کے لئے اپنی اپنی بیٹیوں کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ذکر ملتا ہے کہ خاص طور پر انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو سمجھانے کی کوشش کی اپنی طرف سے۔ پھر وہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ حضرات کا یہاں کام کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ اگر آپ ہمیں منع کرنا چاہیں۔ تو جس چیز سے چاہیں آپ منع کر سکتے ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ سے مطالبہ نہ کریں۔ تو کس سے کریں۔ ابھی تک یہ حال تھا۔ کیا آپ حضرات اپنی بیویوں کے معاملات میں کسی دوسرے کا دخل پسند کرتے ہیں۔ اگر نہیں تو یہاں سے تشریف لے جائیں۔ آپ کا کوئی کام نہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی بیویوں کے درمیان دخل اندازی ہے۔ یہ بات کسی عرب کے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ اسلام سے پہلے۔ کہ اس طرح عورت کھڑی ہو کر مرد کو مخاطب ہو سکتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ کی اپنی بیوی سے ایک معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا۔ ان کی بیگم حضرت عاتکہؓ نماز کی بہت شائق تھیں۔ اور نماز باجماعت کی تو ان کو عادت پڑ چکی تھی۔ وہ رہ ہی نہیں سکتی تھیں نماز باجماعت کے بغیر۔ اور پانچ وقت عورت ایک گھر سے نکلے جب اس پر یہ فرض بھی نہ ہو۔ اور پانچ وقت مسجد میں پہنچے۔ تو پیچھے گھر کی ضروریات کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

اس کا آپ تصور کر سکتے ہیں۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے کچھ عرصہ کے بعد ان کو کہا۔ کہ بی بی بس کرو۔ کافی ہوگئیں نمازیں۔ گھر میں اجازت ہے۔ تو کیوں مسجد جاتی ہو۔ اور کہا خدا کی قسم تم جانتی ہو کہ تمہارا یہ فعل مجھے پسند نہیں۔ اُنہوں نے کہا واللہ جب تک آپ مجھے مسجد جانے سے حکماً نہیں روکیں گے۔ میں نہیں رکوں گی۔ اور حضرت عمرؓ کو جرأت نہیں ہوئی کہ بیوی کو حکماً مسجد جانے سے روک دیں۔ چنانچہ آخر وقت تک اُنہوں نے یہ سلسلہ نہیں چھوڑا۔ اور باقاعدہ مسجد جا کر نماز پڑھتی رہیں۔

صحابہ یہ بیان کرتے ہیں کہ بُخاری شریف میں یہ روایت ہے۔ کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ حال یہ ہوگیا تھا ہمارا کہ ہم اپنے گھروں میں اپنی عورتوں سے بے تکلفی سے گفتگو کرنے سے ڈرنے لگے تھے۔ کہ کہیں یہ شکایت کردیں۔ اور ہمارے خلاف آیت نازل نہ ہو جائے۔ یہ ہے مرتبہ اس عورت کا جسے عملاً نہ طور پر زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ جس سے غلاموں اور لونڈیوں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ سب سے زیادہ مظلوم حالت عرب کی عورت کی تھی اور اِس دور میں کہاں سے اٹھایا ہے اور کس شان تک پہنچا دیا ہے۔

تمام زندگی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی عورت کے اوپر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اِس لئے اس بات سے ایک اور بھی نکتہ نکلتا ہے۔ کہ وہ تعلیم جو آپ پر نازل ہوئی وَاضْرِبُوْهُنَّ۔ وہ آپ کے دِل کی تعلیم نہیں تھی۔ وہ خدائے واحد و یگانہ کا پیغام تھا کہ جس کے قلب کی یہ حالت ہو۔ کہ ساری عمر اپنے غلاموں سے اپنے ماتحتوں سے اپنے دشمنوں سے یہ سلوک رہا ہو۔ کہ جو زیادتیاں بھی کر رہے ہوں۔ نافرمانیاں بھی کر رہے ہوں۔ منہ سے سخت کلام بھی ان کے متعلق نہ نکلا ہو۔ وہ یہ تعلیم سوچ ہی نہیں سکتا کہ وَاضْرِبُوْهُنَّ کہ ان کو مارو۔ اِس لئے جو خدا انسانی فطرت سے واقف ہے۔ جو جانتا ہے کہ بعض دفعہ گھروں میں عورتیں ایسے طریق اختیار کر لیتی ہیں کہ اگر ان کو یہ خوف نہ رہے کہ ایک مقام پر جا کر ان کو سزا ملے گی۔ تو وہ حد سے زیادہ بڑھنا شروع ہو جائیں۔ اِس خدا کے سوا یہ تعلیم نازل نہیں کرسکتا تھا کوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزاج کے خلاف بات تھی۔

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۴ پر یہ عبارت درج ہے۔ جو میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے لگا ہوں۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) فرماتے ہیں "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپؐ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے۔ جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو۔ تا تمہیں معلوم ہو۔ کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجود کہ آپ بڑے بارعب تھے۔ لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپؐ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اُس وقت تک کھڑے رہتے تھے۔ جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔"

یہ ہے اسلامی تعلیم جو اِس رسول نے سمجھی جس پر وہ آیت اُتری تھی جس کو اعتراض کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اور یہ ہے اُس کی زندگی بھر کا نمونہ۔ اور کسی مسلمان کو حق نہیں ہے اور تمام فقہا اس پر متفق ہیں کہ قرآن کریم کی کسی آیت کا کوئی ایسا مطلب نکالیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی مخالفت کرنے والا مطلب ہو اس لئے حضرت اقدس محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل نمونہ قرآن کریم کی کامل تفسیر ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ ہوگا۔ کہ کوئی تعلیم کیا ہے اور اس کا مقصود کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) نے اس زمانہ میں اس تعلیم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ میں دیکھا اور اسی آئینے میں اس کو سمجھا۔

مظلوم کی دُعا کے بغیر مغفرت نہیں ہو سکتی

فتاویٰ احمدیہ جلد دوم صفحہ ۳۸ پر حضرت اقدس مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کی ایک تحریر درج ہے۔ آپ نے فرمایا۔

"میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں۔ تو میرا بدن کانپ جاتا ہے ایک عورت کو صد ہا کوس سے لا کر میرے حوالے کیا۔ شائد معصیت ہو گی۔ کہ مجھ سے ایسا ہوا تب میں ان سے کہتا ہوں۔ کہ تم اپنی نماز میں میرے لئے دُعا کرو۔ اگر یہ عمل مرضی حق تعالےٰ ہے

تو وہ مجھے معاف کرے۔ اور مَیں بہت ڈرتا ہوں۔ کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں بتلا نہ ہو جائیں"۔

حضرت اقدس مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) کے نمونہ کی ساری زندگی کی باتیں ہمارے گھروں میں آج تک زندہ چلی آرہی ہیں۔ کوئی دیر کی بات نہیں۔ ایسا پاک نمونہ تھا۔ حضرت اماں جان (اللہ آپ سے راضی ہو) کے ساتھ۔ ایسا پاک سلوک تھا۔ ایسا محبت اور نرمی اور شفقت کا سلوک تھا کہ آج دُنیا میں سب سے بڑا دعویدار بھی جو یہ کہنا چاہتا ہو کہ مَیں اپنی بیوی سے حسن سلوک کرتا ہوں۔ اس نمونے کا پاسنگ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اس کے باوجود یہ حال ہے۔ اور اس بات میں بڑی حکمت ہے کہ یہ نہیں کہا کہ مَیں دُعا کرتا ہوں۔ فرمایا۔ مَیں اس بیوی سے درخواست کرتا ہوں۔ جس کو مَیں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے کوئی دُکھ پہنچ گیا ہے۔ کہ تم میرے لئے دُعا کرو۔ ورنہ ہر خاوند اُٹھ کر یہ کہنا شروع کر دے گا۔ کہ ہم نے مار لیا پھر دُعا کر لی۔ ہم نے مارا پھر دُعا کر لی۔ یہ بہت ہی باریک اور لطیف نکتہ ہے۔ (مغفرت کے لئے اس کی بخشش ضروری ہے) بس یہ اتفاقی منہ سے نکلا ہوا کلام نہیں ہے۔ بلکہ عارف باللہ کا کلام ہے۔ اس میں ہمارے لئے بہت بڑی بڑی حکمتوں کے راز ہیں۔ جب بھی آپ کسی کے خلاف زیادتی کرتے ہیں۔ گر وہ انسان ہے۔ تو انسان سے معافی لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ ورنہ تو بڑا ظلم ہو جائے دُنیا میں۔ کہ ظلم انسانوں پر کرتے رہیں۔ اور معافی خدا سے مانگتے رہیں۔ خدا سے بھی معافی مانگنی ہوگی۔ کیونکہ اس کی تعلیم کے خلاف ظلم کیا لیکن جس کے خلاف زیادتی ہوتی ہے۔ جب تک اس سے معافی نہ مانگی جائے۔ اس وقت تک حقیقت میں معافی کا انسان حقدار نہیں ہو پاتا۔

جبراً وارث بننے کا مفہوم اور اس کی ممانعت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًاؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ یَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا۔

(سورۃ النساء آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ:۔ اے ایماندارو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور تم انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ جو کچھ تم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ چھین کر لے جاؤ۔ ہاں اگر وہ کسی کھلی کھلی بدی کی مرتکب ہوں۔ تو اس کا حکم اوپر گزر چکا ہے اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تم انہیں ناپسند کرو۔ تو یاد رکھو کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو۔ اور اللہ اس میں بہت سا بہتری کا سامان پیدا کر دے۔

لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کی تفسیر حدیث بخاری شریف میں یوں بیان کی گئی ہے

باب ۶۳۹۔ قَوْلِهٖ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الآیَةَ وَ یُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ حُوْبًا اِثْمًا تَعُوْلُوْا تَمِیْلُوْا نِحْلَةً النِّحْلَةُ الْمَهْرُ۔

تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ (آیت ۲۰) ابنِ عباس سے منقول ہے کہ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ سے مراد ہے کہ ان کے ساتھ زبردستی نہ کرو حُوْبًا گناہ تَعُوْلُوْا تم ایک جانب جھک جاؤ نِحْلَةً سے مراد ہے مہر النِّحْلَةُ۔

۱۶۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِیُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّیْبَانِیُّ وَذَكَرَهُ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِیُّ وَلَا اَظُنُّهُ ذَكَرَهُ اِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ

تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاءُهٗ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ۔

عکرمہ اور ابوالحسن سوائی دونوں حضرات نے الگ الگ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آیت ۔ اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور عورتوں کو نہ روکو اس غرض سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو (آیت ۱۹) کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ پہلے زمانے میں جب آدمی مرجاتا تو اس کی بیوی کے زیادہ حقدار اس کے وارث ہی شمار کئے جاتے تھے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اسے اپنی زوجیت میں لے لیتا اور اگر وہ چاہتے تو اسے کسی دوسرے کے نکاح میں دیتے اور اگر وہ چاہتے تو کسی سے اس کا نکاح نہ ہونے دیتے پس اس کے وارثوں سے زیادہ اس کے حقدار شمار کئے جاتے تھے۔ پس مذکورہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری شریف۔ کتاب النکاح)

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) فرماتے ہیں "یہ بھی تمہارے لئے جائز نہ ہوگا کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۵)

ترجمہ و تفسیر از انگریزی تفسیر کبیر۔

مختلف طریق سے مرد زبردستی عورتوں کے وارث بن جاتے ہیں۔

۱۔ ایک مرد اپنی بیوی کو پسند نہیں کرتا۔ اس سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ لیکن پھر بھی اس کو طلاق نہیں دیتا۔ اس اُمید پر کہ بیوی کی موت کے بعد اس کی جائیداد کا وارث ہو کر وہ اس پر قابض ہو جائے گا۔

۲۔ وہ اپنی بیوی سے اچھا سلوک نہیں کرتا۔ اور اپنی بے رحمی سے اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس کو اپنی پوری جائیداد کا کچھ حصّہ دے کر۔ یا پھر اپنا مہر معاف کر کے اس سے خلع لے لے۔

۳۔ ایک بیوہ کے متوفی خاوند کے رشتہ دار اس کو نکاح ثانی سے روکتے ہیں تا کہ اس

کی موت کے بعد وہ اس بیوہ کی جائیداد پر قبضہ کرکے وارث بن جائیں۔

۴۔ یا پھر بیوہ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ متوفی خاوند کے رشتہ داروں میں سے ہی کسی کے ساتھ نکاح کرے۔ گویا وہ متوفی کی بیوہ نہیں بلکہ اس کے ترکہ کا حصہ ہے۔

۵۔ خاوند بیوی کی جائیداد پر زبردستی قابض ہو جاتا ہے۔ گویا وہ اس کا قانونی حق ہے۔

۶۔ متوفی خاوند کے رشتہ دار اس کی بیوہ کی جائیداد پر زبردستی قبضہ کر لیتے ہیں اور اس طرح اس کو وراثت کے حق سے محروم کر دیتے ہیں۔

متوفی خاوند کے رشتہ داروں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اس کی بیوہ کو نکاح ثانی سے روکیں اس نیت سے کہ اس کی جائیداد پر وہ قبضہ کر سکیں۔ لیکن وہ اس صورت میں اس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہو۔ جو کھلی کھلی برائی کا مرتکب ہو۔

اگر اس آیت میں مخاطب مرد ہیں۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر بیویاں اپنے خاوندوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔ اور وہ علیحدگی چاہتی ہیں جو کہ خلع کے ذریعے سے وہ حاصل کر سکتی ہیں تو پھر خاوندوں کو ان کے پیسے کی لالچ کی وجہ سے انہیں خلع لینے سے روکنا نہیں چاہیئے لیکن ان کو اس صورت میں روک سکتے ہیں اگر عورتیں کسی کھلے کھلے غلط فعل کی مرتکب ہوں۔

عورتوں کے ساتھ روکھا برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ "اور ان سے اچھا سلوک کرو" میں اسلامی تعلیم کا خلاصہ عورتوں کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ عورتوں کے ساتھ خشک اور روکھے پن کا رویہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ محبت اور شفقت سے پیش آنا چاہیئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہے (ترمذی) لیکن چونکہ یک طرفہ معاملہ فی الحقیقت کامیاب نہیں ہوا کرتا اس لئے قرآن کریم میں آیا ہے۔ عَاشِرُوْهُنَّ ان کے ساتھ جو کہ رعایت باہمی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ عورت اور مرد دونوں کو یہ حکم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت تلطف اور خوش خلقی

کے ساتھ پیش آئیں۔ اور ایک دوسرے کی محبت اور شفقت التزام اور رعایت باہمی سے کام لیں۔ (ترجمہ از انگریزی تفسیر سورۃ النساء آیت ۲۰)

جس کو خدا نے جوڑا ہے۔ اسے گندے برتن کی طرح مت توڑو

حضرت مسیح موعود (آپ پر سلامتی ہو) وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔
وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ (بِاَهْلِهٖ اربعین) یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو۔ اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے۔ جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵ حاشیہ اور اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۸ حاشیہ)

بیوی سے احسان اور مروت سے پیش آنا چاہیئے

قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروت اور احسان کی روح سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے۔ تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے۔ ایک طرف سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کرسکے کہ تم اپنی

بیوی سے مروّت اور احسان سے پیش آتے ہو۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۲۷۵)

مرد کا عورت سے جنگ کرنا کمال بے شرمی ہے

فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ اور فرمایا ہمیں کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ میرا یہ حال ہے کہ میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا۔ اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور باایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا۔ اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں۔ اور کچھ صدقہ بھی دیا۔ کہ یہ درشتی زوجہ پر پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

(الحکم جلد ۴ صدؔ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۰ء صفحہ ۲، اور ۴)

شوہر اتنا جابر اور ستم شعار نہ ہو کہ وہ کسی غلطی پر چشم پوشی نہ کر سکے

ہمارے ہادیٔ کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے۔ جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ سی بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ میں بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے۔ اور بیوی مرگئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے کہ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف اور بدعت ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا۔ اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

(الحکم جلد ۴ صد ۴۸ مورخہ ۲۴ دسمبر سن ۱۹۰۰ئ صد ۲)

وہ شخص بُزدل ہے جو عورت کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے

عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔

دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خَلِيعُ الرَّسَن (بے مہار) کر دیا ہے کہ دین کا کوئی اثر ہی ان پر نہیں ہوتا۔ اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی ہیں۔ اور ان سے کوئی نہیں پوچھتا۔ اور بعض ایسے ہیں کہ انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزوں اور بہائم سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے کہ نہیں۔ غرض بہت ہی بُری طرح سلوک کرتے ہیں یہاں تک کہ پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہہ دیتے ہیں کہ ایک اُتار دی اور دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں۔ آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بُزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تا تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارُعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ

کو کھڑا کرتی۔ تو آپ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ اجازت نہ دے......

بعض وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں۔ ایک مرتبہ آپؐ آگے نکل گئے۔ اور دوسری مرتبہ خود نرم ہو گئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل جائیں۔ اور وہ آگے نکل گئیں۔ اسی طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کو تماشہ دکھایا۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو وہ حبشی ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء صد ۲)

عورتوں سے قصاب کی طرح برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے

شریعت میں حکم ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ قصاب کی طرح برتاؤ نہ کرے۔ کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا۔ مجھ پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ عورتوں کو پھراتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک ایسی بیماری ہے کہ جس کا علاج پھرانا ہے۔ جب ان کی طبیعت زیادہ پریشان ہوتی ہے تو یہ خیال کہ گناہ نہ ہو۔ کہا کرتا ہوں چلو پھرا لاؤں اور بھی عورتیں ہمراہ ہوتی ہیں۔

(البدر جلد ۲ عدد ۹ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء صد ۶۷)

عورتوں سے نیک سلوک ذاتی اغراض کے لئے نہیں حکم الٰہی کی اطاعت میں کریں

خدا تعالیٰ اس سے منع تو نہیں کرتا کہ انسان دنیا میں کام نہ کرے۔ مگر یہ بات ہے کہ دنیا کے لئے نہ کرے بلکہ دین کے لئے کرے۔ تو وہ موجب برکت ہو جاتا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ بیویوں سے نیک سلوک کرو۔ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ لیکن اگر انسان محض اپنی ذاتی اور نفسانی اغراض کی بنا پر وہ سلوک کرتا ہے تو فضول ہے۔ اور وہی

سلوک اگر اس حکم الٰہی کے واسطے ہے تو موجب برکات ہے....

مومن کی غرض ہر آسائش ہر قول و فعل حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے۔ مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیّت نہ ہو۔ تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے.... اس طرح عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کی بجا آوری سے ثواب ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۸ ع۸ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

انسان کے اخلاق کا پہلا امتحان اس کا بیوی سے سلوک ہے

بیوی اسیر کی طرح ہے۔ اگر یہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ پر عمل نہ کرے۔ تو وہ ایسی قیدی ہے جس کی کوئی خبر سننے والا نہیں ہے۔

(الحکم جلد ۸ ع۸ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

(حضرت سید فضیلت علی شاہ صاحب کے نام ایک مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا)۔

باعثِ تکلیف دہی ہے کہ میں نے آپ کے سچے دوستوں کی زبانی جو درحقیقت آپ سے تعلق اخلاص اور محبت اور حسن ظن رکھتے ہیں۔ سُنا ہے کہ اُمورِ معاشرت میں جو بیویوں اور اہلِ خانہ سے کرنی چاہیئے۔ کس قدر آپ شدت رکھتے ہیں۔ یعنی غیظ و غضب کے استعمال میں بعض اوقات اعتدال کا اندازہ ملحوظ نہیں رہتا۔ میں نے شکایت کو تعجب کی نظر سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ اوّل تو بیان کرنے والے آپ کی تمام صفاتِ حمیدہ کے قائل اور دلی محبت آپ سے رکھتے ہیں۔ اور دوسرے چونکہ مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ حکومت قسّام ازل نے دے رکھی ہے۔ اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں تادیب کی نیّت سے یا غیرت کے تقاضا سے وہ اپنی حکومت کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ معاشرت کے بارے میں نہایت حلم اور برداشت کی تاکید کی ہے۔ اس لئے

میں نے ضروری سمجھا کہ آپ جیسے رشید اور سعید کو اس تاکید سے کسی قدر اطلاع کروں۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں سے تم ایسے معاشرت کرو۔ جس میں کوئی امر خلاف معروف کے نہ ہو اور کوئی وحشیانہ حالت نہ ہو۔ بلکہ ان کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر انسان وہ ہے۔ جو بیوی سے نیکی سے پیش آئے اور حسن معاشرت کے لئے اس قدر تاکید کی ہے کہ میں اس خط میں لکھ نہیں سکتا۔

عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے۔ جس کو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا۔ اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر ایک انسان اس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہیئے اور ہر ایک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے میرے سپرد کیا ہے۔ اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کہ میں کیونکر شرائط مہمان داری بجالاتا ہوں اور میں ایک خدا کا بندہ ہوں۔ اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے۔ مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہیئے۔ اور ان کو دین سکھلانا چاہیئے۔ درحقیقت میرا یہ عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کا امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔ میں جب کبھی اتفاقاً ایک ذرہ درشتی اپنی بیوی سے کروں تو میرا بدن کانپ جاتا ہے کہ ایک شخص کو خدا نے صد ہا کوس سے میرے حوالہ کیا ہے۔ شاید معصیت ہوگی کہ مجھ سے ایسا ہوا۔ تب میں ان کو کہتا ہوں کہ تم نماز میں میرے لئے دعا کرو۔ کہ اگر یہ امر خلاف مرضی حق تعالےٰ ہے تو مجھے معاف فرما دیں اور میں بہت ڈرتا ہوں کہ ہم کسی ظالمانہ حرکت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ سو میں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں گے۔ سید مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں سے حلم کرتے تھے۔ زیادہ کیا لکھوں۔ (الحکم جلد ۹ ع ۱۳ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء صہ ۴)

اپنی بیویوں کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کریں

عورت اس چیز کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتی کہ قرآنِ کریم نے اس پر کتنا بڑا احسان کیا ہوا

ہے۔ اور وہ اِس کی کتنی مرہونِ منت ہے ۔ قرآنِ کریم سے پہلے جتنی بھی کتابیں نازل ہوئیں کسی نے بھی اسس کو یہ مقام نہیں دیا۔ جو قرآنِ کریم نے اس کو دیا ہے۔ قرآنِ کریم نے نہ صرف عورت کے غیر منفک حقوق قائم کئے ہیں بلکہ مردوں کو ترغیب دلائی کہ وہ اپنی بیویوں کی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کریں اور ان کے ساتھ شفقت اور خیر خواہی سے پیش آویں۔ خواہ وہ ان کو ناپسند ہی ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہے۔ (ترمذی) قرآنِ کریم کی عورت کے بارے میں عالی شان اور بلند پایہ تعلیم کی عکاسی کرتی ہے

(ترجمہ از تفسیر کبیر انگریزی سورۃ النساء آیت ۲۰)

پھر اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ سورۃ البقرہ آیت ۲۱۷ میں فرماتا ہے۔

عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی شے کو پسند کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے دوسری چیز کی نسبت بُری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

غلطیوں سے محفوظ رہنے کے لئے خدا تعالےٰ سے صراطِ مستقیم کی دُعا کرتے رہنا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درحقیقت انسانی علم اور سمجھ نہایت محدود ہے۔ اور ان دونوں کے محدود ہونے کی وجہ سے انسان بعض دفعہ ایک بات کو اپنے لئے مفید سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کے لئے مضر ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایک بات کو اپنے لئے مضر خیال کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کے لئے مفید ہوتی ہے۔ اور دونوں کے پیچھے یا تو جذبہ محبت کا ناجائز استعمال کام کر رہا ہوتا ہے۔ یا جذبہ نفرت کا ناجائز استعمال کام کر رہا ہوتا ہے۔ یعنی بعض دفعہ تو شدید محبت کی وجہ سے وہ کسی چیز کے مضرات کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور بعض دفعہ شدید نفرت کی وجہ سے وہ دوسری چیز

کے حُسن کو دیکھنے سے قاصر رہتا ہے۔ اور وہ یقینی طور پر کسی اَمر کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آیا وہ میرے لئے مفید ہے یا مضر۔ اس حالت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض دفعہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ لیکن حقیقتاً وہ تمہارے لئے مفید ہوتی ہے اور بعض دفعہ تم ایک چیز کو مفید خیال کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے مضر ہوتی ہے۔ تم کبھی کسی چیز سے فوائد حاصل کرنے کے لئے سامان مہیا کرتے ہو لیکن پھر بھی نتیجہ خراب نکلتا ہے جس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ بعض ایسے سامان جن سے اچھا نتیجہ نکل سکتا تھا تمہاری نظر سے مخفی رہے۔ پس جب کہ انسان کی ایسی حالت ہے کہ اس کی اُمید کے مطابق ہر وقت اچھے نتیجے نہیں نکلتے۔ بلکہ بعض اوقات بُرے نتائج نکل آتے ہیں۔ تو وہ کیا کرے۔ سو اس کا علاج یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور گرے۔ اور عاجزی سے یہ دُعا کرے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ اے خدا! مجھ کو ہر اَمر میں خواہ وہ دینی ہو یا دُنیاوی صحیح اور سیدھا راستہ دکھا۔ تا میں غلطیوں سے محفوظ رہوں اور اپنی پسندیدگی یا ناپسندیدگی کو نہ دیکھے۔ بلکہ محبّت اور نفرت کے جذبات سے بالا ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی نگاہ رکھے۔ اور اس سے دُعائیں کرتا رہے کہ وہ اسے سیدھا راستہ دکھائے اور اپنی نیّت اور ارادہ کو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے تابع کر دے تب اس کے لئے کامیابی ہی کامیابی ہو گی۔ اور خدا اور برکت کے دروازے اس کے لئے کھولے جائیں گے۔

آخر میں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کہہ کر بتایا کہ تم نہیں جانتے لیکن خدا تعالیٰ تمام حالات کو جانتا ہے۔

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ جلد دوم از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود آیت ۲۱۷)

ارشاداتِ نبویؐ

عورت محبوب ہستی ہے۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلنِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

اے لوگو! تمہاری دُنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں مجھے بہت زیادہ محبوب ہیں، ایک عورت اور دوسرے خوشبو، مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

عورتوں کے متعلق وصیّت

بَابُ الْوَصَاۃِ بِالنِّسَآءِ

۱۷۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْجُعْفِیُّ عَنْ زَآئِدَۃَ عَنْ مَیْسَرَۃَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَہٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّھُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ تعالےٰ اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں (یعنی انکی طبیعت میں ٹیڑھا پن ہے) اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اُسے سیدھا کرنے چلوگے تو توڑ ڈالوگے اور اسکے حال پر چھوڑے رہوگے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔

۱۷۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ اَنْ يُّنْزَلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں ہم عورتوں کے ساتھ زیادہ گفتگو اور دل لگی کرنے سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں ہمارے سلوک کے بارے میں کوئی آیت نازل ہو جائے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم ان کے ساتھ گفتگو اور دل لگی کرنے لگ گئے۔

نیکی کرنے کی وصیّت

اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ۔ (بخاری باب المداراۃ مع النساء)

عورتوں سے نیکی کرنے کی میری وصیّت قبول کرو۔ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور پسلی میں کجی ہوتی ہے۔ اے خاوند! اگر تو اُسے بالکل سیدھا کرنا چاہے گا تو تُو اُسے توڑ دے گا اور اگر اسے چھوڑ دے تو کجی کے باوجود تو اس سے بہت فائدہ اٹھا سکے گا پس عورتوں کے بارے میں میری وصیّت مان لو (کہ ان سے نرمی کا برتاؤ رکھو۔) (بخاری و مسلم)

کجی کا مطلب پیدائش میں کجی ہونی ہے یعنی اخلاق میں ناز کا پہلو ہوتا ہے

(مجمع البحار جلد اوّل زیر لفظ ضلع)

اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي الضَّعِيْفَيْنِ الْمَرْأَةِ وَالْيَتِيْمِ ۔ (مسلم)

دو کمزوروں یعنی عورت اور یتیم کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

باپ کا خاوند کے بارے میں بیٹی کو نصیحت کرنا

باب ۱۱۳ موعظة الرجل ابنته لحال زوجها۔

۱۷۶ حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی عبید
الله بن عبد الله بن ابی ثور عن عبد الله بن عباس قال لم ازل حریصا
علی ان اسال عمر بن الخطاب عن المراتین من ازواج النبی صلی الله
علیه وسلم اللتین قال الله تعالی ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما
حتی حج وحججت معه وعدل وعدلت معه باداوة فتبرز ثم جاء
فسکبت علی یدیه منها فتوضا فقلت له یا امیر المؤمنین من المراتان
من ازواج النبی صلی الله علیه وسلم اللتان قال الله تعالی ان تتوبا الی
الله فقد صغت قلوبکما قال واعجبا لک یا ابن عباس هما عائشة وحفصة
ثم استقبل عمر الحدیث یسوقه قال کنت انا وجار لی من الانصار فی
بنی امیة ابن زید وهم من عوالی المدینة وکنا نتناوب النزول علی
النبی صلی الله علیه وسلم فینزل یوما وانزل یوما فاذا نزلت جئته بما
حدث من خبر ذالک الیوم من الوحی او غیره واذا نزل فعل مثل ذالک
وکنا معشر قریش نغلب النساء فلما قدمنا علی الانصار اذا قوم تغلبهم
نساؤهم فطفق نساؤنا یاخذن من ادب نساء الانصار فصخبت علی
امراتی فراجعتنی فانکرت ان تراجعنی قالت ولم تنکر ان اراجعک فوالله
ان ازواج النبی صلی الله علیه وسلم لیراجعنه وان احداهن لتهجره
الیوم حتی اللیل فافزعنی ذالک وقلت بما قد خاب من فعل ذالک
منهن ثم جمعت علی ثیابی فنزلت فدخلت علی حفصة فقلت لها
ای حفصة اتغاضب احداکن النبی صلی الله علیه وسلم الیوم حتی اللیل

قالت نعم فقلت قد خبت وخسرت افتامنين ان يغضب الله لغضب
رسوله صلی الله علیه وسلم فتهلکی لا تستکثری النبی صلی الله
علیه وسلم ولا تراجعیه فی شیء ولا تهجریه وسلینی ما بدا لک ولا یغرنک
ان کانت جارتک اوضا منک واحب الی النبی صلی الله علیه وسلم یرید
عائشة قال عمر وکنا قد تحدثنا ان غسان تنعل الخیل لیغزونا فنزل
صاحبی الانصاری یوم نوبته فرجع الینا عشاء فضرب بابی ضربا شدیدا
وقال اثم هو ففزعت فخرجت الیه فقال قد حدث الیوم امر عظیم
قلت ما هو اجاء غسان قال لا بل اعظم من ذالک واهول طلق النبی
صلی الله علیه وسلم نساءه فقلت خابت حفصة وخسرت قد کنت
اظن هذا یوشک ان یکون فجمعت علی ثیابی فصلیت صلوة الفجر مع
النبی صلی الله علیه وسلم فدخل النبی صلی الله علیه وسلم مشربة له
فاعتزل فیها ودخلت علی حفصة فاذا هی تبکی فقلت ما یبکیک الم
اکن حذرتک هذا اطلقکن النبی صلی الله علیه وسلم ..... ادری
ها هو ذا معتزل فی المشربة فخرجت فجئت الی المنبر فاذا حوله
رهط یبکی بعضهم فجلست معهم قلیلا ثم غلبنی ما اجد فجئت
المشربة التی فیها النبی صلی الله علیه وسلم فقلت لغلام له اسود
استاذن لعمر فدخل الغلام فکلم النبی صلی الله علیه وسلم ثم
رجع فقال کلمت النبی صلی الله علیه وسلم وذکرتک له فصمت فانصرفت
حتی جلست مع الرهط الذین عند المنبر ثم غلبنی ما اجد فجئت
فقلت للغلام استاذن لعمر فدخل ثم رجع فقال قد ذکرتک له
فصمت فرجعت فجلست مع الرهط الذین عند المنبر ثم غلبنی
ما اجد فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فدخل ثم رجع الی
فقال قد ذکرتک له فصمت فلما ولیت منصرفا قال اذا الغلام یدعونی

فقال قد اذن لك النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم فدخلت علی رسولِ اللہِ صلّی اللہ علیہِ وسلّم فاذا ھو مضطجعٌ علی رِمالِ حصیرٍ لیس بینہ و بین فراش قد اثّر الرمالُ بجنبہٖ متّکئًا علی وِسادۃٍ من ادمٍ حشوُ ھالیفٌ فسلّمتُ علیہ ثمّ قلتُ وانا قائمٌ یا رسولَ اللہِ اطلّقتَ نساءک فرفع الیّ بصرہٗ فقال لا فقلتُ اللہُ اکبرُ ثمّ قلتُ وانا قائمٌ استانس یا رسول اللہِ لو رأیتنی وکنّا معشر قریشٍ نغلبُ النّساءَ فلمّا قدمنا المدینۃ اذا قومٌ تغلبھم نساءھم فتبسّم النبیُّ صلّی اللہ علیہِ وسلّم ثمّ قلتُ یا رسول اللہِ لو رأیتنی ودخلتُ علی حفصۃ فقلتُ لھا لا یغرّنّک ان کانت جارتکِ اوضأ منکِ واحبّ الی النّبیّ صلّی اللہ علیہِ وسلّم یرید عائشۃ فتبسّم النّبیّ صلّی اللہ علیہِ وسلّم تبسّمۃً اخریٰ فجلستُ حین رأیتہ تبسّم فرفعتُ بصری فی بیتہٖ فواللہِ ما رأیتُ فی بیتہٖ شیئًا یرُدّ البصر غیرَ اھبۃٍ ثلٰثۃٍ فقلتُ یا رسول اللہِ ادعُ اللہ فلیوسّع علی امّتک فانّ فارس والرّوم قد وسّع علیھم واعطوا الدّنیا وھم لا یعبدون اللہ فجلس النّبیُّ صلّی اللہ علیہِ وسلّم وکان متّکئًا فقال اوفی ھٰذا انت یا ابن الخطّاب انّ اولٰئک قومٌ عجّلوا طیّباتھم فی الحیٰوۃِ الدّنیا فقلت یا رسول اللہِ استغفر لی فاعتزل النّبیُّ صلّی اللہ علیہِ وسلّم نساءہٗ من اجلِ ذالک الحدیث حین افشتہ حفصۃ الی عائشۃ تسعًا وعشرین لیلۃً وکان قال ما انا بداخلٍ علیھنّ شھرًا من شدّۃِ موجدتہٖ علیھنّ حین عاتبہ اللہ فلمّا مضت تسعٌ وعشرون لیلۃً دخل علی عائشۃ فبدأ بھا فقالت لہٗ عائشۃ یا رسول اللہِ انّک کنتَ قد اقسمتَ ان لا تدخل علینا شھرًا وانّما اصبحتُ من تسعٍ وعشرین لیلۃً اعدّھا عدًّا فقال الشّھرُ تسعٌ وعشرون فکان ذالک الشّھرُ تسعًا وعشرین لیلۃً قالت عائشۃ ثمّ انزل اللہ تعالیٰ اٰیۃ التّخییر فبدأبی اوّل امرأۃٍ من نسائہٖ فاخترتہٗ ثمّ خیّر

لِنِسَآءِہٖ کُلُّھُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَاقَالَتْ عَآئِشَۃُ ۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ حضرت عمرؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں بیویوں کے بارے میں دریافت کروں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ وہ حج کے لئے گئے اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ راستے میں وہ قضائے حاجت کے لئے ایک طرف گئے تو میں پانی کا لوٹا لے کر ادھر چلا گیا۔ جب وہ فارغ ہو کر آئے تو میں نے ہاتھ دھلائے پھر انہوں نے وضو کیا۔ میں عرض گزار ہوا۔ اے امیرالمومنین! نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی وہ دو بیویاں کون سی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فرمایا ہے؟ فرمایا اے ابن عباس! تم پر تعجب ہے، وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے مثل سابق حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ، ہم دونوں مدینہ منورہ کے عوالی میں رہائش پذیر تھے۔ ہم دونوں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کی خبریں باری باری حاصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز وہ آتا اور ایک روز میں آیا کرتا اور واپسی پر اپنے ساتھی کو وحی اور آپ کے ارشاداتِ عالیہ کے متعلق بتا دیا جاتا۔ چنانچہ جب بھی آتے تو دونوں ایسا ہی کرتے ہمارے ہاں قریش کی جماعت عورتوں پر غالب رہتی تھی لیکن جب ہم یہاں آئے تو انصاری حضرات پر عورتوں کو غالب پایا۔ چنانچہ ہماری عورتیں بھی انصاری عورتوں کا اثر قبول کرنے لگیں۔ میں نے ایک دفعہ اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا۔ مجھے اس کا جواب دینا ناگوار گزرا۔ اس نے کہا: آپ میرے جواب دینے کو ناپسند کیوں ٹھہراتے ہیں جب کہ خدا کی قسم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ کو پلٹ کر جواب دیتی ہیں اور ایک تو ان میں سے سارا دن شام تک آپ کو چھوڑے رکھتی ہے۔ میں اس بات سے ڈر گیا اور میں نے کہا کہ ان میں سے ایسا کرنے والی تو خسارے میں ہے۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور بارگاہِ عالی کی جانب روانہ ہو گیا۔ چنانچہ حفصہ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن شام تک ناراض رکھتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں پس میں نے کہا کہ تم نامراد ہوئیں اور خسارے میں ہو۔ کیا تمہیں اس بات کا خیال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی میں

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ پس تم ہلاک ہو جاؤ گی لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ مانگا کرو۔ پلٹ کر جواب نہ دو اور آپ سے کنارہ کشی نہ کرنا۔ اپنی زائد ضرورت کے لئے مجھ سے مانگ لیا کرو اپنی پڑوسن کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا کیونکہ وہ تم سے خوبصورت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیاری ہے۔ ان کی مراد حضرت عائشہ سے تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان دنوں ہم میں چرچا تھا کہ غسان کا بادشاہ ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے کھروں میں نعلیں لگوا رہا ہے۔ پس میرا انصاری ساتھی ایک روز اپنی باری پر عشاء کے وقت واپس لوٹا۔ اس نے بڑے زور سے میرا دروازہ پیٹا اور کہا کیا وہ ہیں؟ میں ڈر گیا اور باہر نکل کر اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ آج تو بہت بڑا حادثہ ہو گیا میں نے کہا : کیا غسان کا بادشاہ آگیا؟ اس نے کہا : بلکہ اس سے بھی بڑا ہولناک واقعہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو طلاق دے دی۔ پس میں نے کہا کہ حفصہ نامراد ہوئی اور خسارے میں رہی، میرا خیال بھی یہی تھا کہ عنقریب ایسا ہوگا۔ میں نے اپنے کپڑے سنبھالے اور صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالاخانے میں تشریف لے جاکر ایک گوشے میں جا کر جلوہ افروز ہو گئے اور میں حفصہ کے پاس پہنچا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا : روتی کیوں ہو، کیا میں تمہیں ڈراتا نہ تھا، بتاؤ کیا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں لیکن آپ کنارہ کش ہو کر بالاخانے میں جلوہ افروز ہیں۔ میں باہر نکلا اور منبر شریف کی جانب گیا جب کہ وہاں کتنے ہی افراد تھے اور بعض رو رہے تھے۔ میں تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھا لیکن ماہی بے آب کی طرح مضطرب ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالاخانے کی طرف چل پڑا۔ میں نے آپؐ کے حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت تو طلب کرو۔ غلام اندر داخل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر کے واپس لوٹا اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور آپ کا ذکر کیا لیکن حضور خاموش رہے پس میں واپس لوٹ آیا اور جو لوگ منبر کے پاس تھے ان کے پاس آبیٹھا۔ جب دل بے قرار ہو گیا تو پھر حاضر ہوا اور غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت تو طلب کرو۔ وہ اندر گیا اور جب واپس لوٹا تو کہا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا تھا لیکن حضورؐ خاموش رہے۔ پس میں واپس لوٹ آیا اور جو لوگ منبر کے پاس تھے ان میں آبیٹھا۔ جب دل بے قرار ہو گیا تو پھر حاضر ہوا

اور غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت تو طلب کرو۔ وہ اندر گیا اور جب واپس لوٹا تو کہا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا تھا لیکن حضورؐ خاموش رہے پس میں واپس لوٹ آیا اور جو لوگ منبر کے پاس تھے ان میں آبیٹھا پھر جب مجھ پر پریشانی کا غلبہ ہوا تو میں نے غلام کے پاس جا کر کہا کہ عمر کے لئے اجازت تو طلب کرو۔ وہ اندر داخل ہوا اور جب لوٹ کر میرے پاس آیا تو کہا کہ میں نے آپ کا ذکر کیا تھا لیکن حضور خاموش رہے۔ جب میں واپس لوٹ رہا تھا تو غلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت مرحمت فرما دی ہے۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؐ کوئی کپڑا بچھائے بغیر کھجور کی چٹائی پر محو استراحت ہیں اور چٹائی کے جسم اطہر پر نشانات بنے ہوئے تھے اور چمڑے کا تکیہ سرہانے تھا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔ میں سلام کر کے کھڑے ہی کھڑے عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! کیا حضورؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے میری طرف نظر اٹھائی اور فرمایا: نہیں۔ پس میں نے تکبیر کہی اور کھڑے ہی کھڑے عرض گذار ہوا تاکہ حضورؐ کا دل بہلے کہ یا رسول اللہ! ہم قریش تو عورتوں پر غالب رہتے ہیں لیکن جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو یہاں کے حضرات پر عورتوں کو غالب دیکھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا: یا رسول اللہ! کاش آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوتا کہ میں حفصہ کے پاس گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اپنی ہمسائی کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا، وہ تم سے خوبصورت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیاری ہے۔ ان کی مراد حضرت عائشہؓ سے تھی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ تبسم فرمایا۔ اب میں آپؐ کی تبسم ریزی کو دیکھ کر بیٹھ گیا۔ جب میں نے آپؐ کے کاشانۂ اقدس میں نظر دوڑائی تو خدا کی قسم مجھے آپؐ کے کاشانۂ رسالت کے اندر تین کھالوں کے سوا اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔ میں عرض گذار ہوا کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ آپؐ کی اُمت کے لئے کشادگی فرمائے کیونکہ ایران اور روم کے لوگوں پر کتنی کشادگی فرمائی گئی اور انہیں کتنا دُنیا کا مال دیا گیا ہے حالانکہ وہ خدا کو نہیں پوجتے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ بیٹھے حالانکہ آپ ٹیک لگائے آرام فرما تھے۔ پھر فرمایا: اے ابنِ خطاب! کیا تم اسی خیال میں ہو؟ اس قوم کو ان کی بھلائیوں کا بدلہ دُنیا کی زندگی میں جلدی ہی مل جاتا ہے۔ میں عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت کی دُعا کیجئے۔ اس

حدیث کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے انتیس ۲۹ دن کنارا کئے رکھا جب کہ حفصہؓ نے راز کی کوئی بات حضرت عائشہؓ کو بتا دی تھی۔ آپؐ نے غصے کی حالت میں ان سے فرما دیا تھا کہ میں ایک ماہ تک تمہارے پاس نہیں آؤں گا۔ جب اللہ تعالےٰ نے عتاب فرمایا اور انتیس ۲۹ دن گزر گئے تو آپ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں۔ یا رسولؐ اللہ! آپ نے تو ایک مہینے تک ہمارے پاس نہ آنے کی قسم کھائی تھی۔ میں برابر شمار کرتی آرہی ہوں کہ ابھی انتیس ۲۹ دن گزرے ہیں۔ فرمایا۔ مہینہ انتیس ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس ہی دنوں کا تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ پھر اللہ تعالےٰ نے اختیار دینے والی آیت نازل فرمائی۔ تو اپنی ازواج مطہرات میں سے آپؐ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے۔ اور مجھ سے اختیار کرنے کے لئے فرمایا۔ پھر اسی طرح تمام ازواج مطہرات سے فرمایا۔ اور سب نے وہی جواب دیا۔ جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیا تھا۔

خاوند کی ناشکری کرنا

بَابُ ۱۱۸ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

عشیر خاوند کو کہتے ہیں جو ساتھی ہے اور عشیر مشتق ہے معاشرہ سے حضرت ابوسعید نے حضورؐ سے اس کی روایت کی ہے۔

۱۸۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا

وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ
الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ
فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ
الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ
فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ
لَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ
تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ
الْجَنَّةَ اَوْ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ .... فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ
لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَاَيْتُ
اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ
بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ
الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ پس آپؐ نے طویل قیام کیا، جتنی دیر میں سورہ البقرۃ پڑھی
جاتی ہے، پھر طویل رکوع کیا، پھر اُٹھے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ طویل رکوع کیا اور
وہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا۔ پھر سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے اور کافی دیر تک قیام کیا لیکن پہلے
قیام سے مختصر تھا۔ پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع جتنا طویل نہ تھا۔ پھر کھڑے ہو کر طویل قیام
کیا جو پہلے قیام سے قدرے کم تھا اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے مختصر تھا۔ پھر سر مبارک
کو اٹھا کر سجدہ کیا اور فارغ ہو گئے اور سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سورج اور
چاند اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے
گہن نہیں لگتا۔ جب تم گہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آپؐ
کو دیکھا کہ اپنی جگہ سے کسی چیز کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے دست
مبارک ہٹا لیا۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی یا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے انگور

کے ایک گچھے کو لینے کے لئے ہاتھ بڑھائے تھے۔ اگر میں اسے لے لیتا تو رہتی دُنیا تک تم اس سے کھاتے رہتے۔ میں نے جہنم کو دیکھا اور آج جیسا دردناک منظر پہلے بالکل نہیں دیکھا تھا اور میں نے اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! یہ کس لئے؟ فرمایا ان کے کفر کے باعث۔ عرض کی گئی کہ کیا یہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ عمر بھر نیکی کرتے رہو۔ پھر تم سے کوئی ذرا سی تکلیف پہنچ جائے تو کہتی ہے کہ میں نے تمہاری طرف سے کوئی بھلائی قطعاً دیکھی ہی نہیں۔

جنّت میں مفلس آدمی اور جہنّم میں عورتیں زیادہ ہوں گی

باب ۱۷۱۔

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ اَخْبَرَنَا التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَکَانَ عَامَّۃَ مَنْ دَخَلَھَا الْمَسَاکِیْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَ اَنَّ اَصْحٰبَ النَّارِ قَدْ اُمِرَبِھِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَھَا النِّسَآءُ۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنّت کے دروازے پر کھڑا ہوا (معراج کی رات میں) تو اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر غریب لوگ تھے اور مالداروں کو (داخل ہونے سے) روک دیا گیا تھا جب کہ جہنمیوں کو ابھی جہنم میں جانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں میں اکثر عورتیں تھیں۔

عورتوں کو مارنے کا بیان

بابٌ ۶۳۹ ضَرْبِ النِّسَآءِ

۲۰۵۳ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اِبْنُ نُمَیْرٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ زَمْعَۃَ قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَکَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَهُمْ فِیْهِنَّ ثُمَّ قَالَ اِلٰی مَا یَجْلِدُ اَحَدُکُمْ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْاَمَۃِ وَلَعَلَّهٗ اَنْ یُّضَاجِعَهَا مِنْ اٰخِرِ یَوْمِهٖ۔ (صحیح بخاری شریف)

ابن ابی شیبہ، ابن نمیر، ہشام، عروہ، عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں نصیحت کی اور تم لوگ باندی کی طرح عورتوں کو مارتے ہو حالانکہ ہو سکتا ہے کہ تم آخر دن میں اس کے ساتھ ہم بستر بھی ہو۔

۲۰۵۴ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا لَّهٗ وَلَا اِمْرَاَۃً وَلَا ضَرَبَ بِیَدِهٖ شَیْئًا۔

(سنن ابن ماجہ)

ابن ابی شیبہ، وکیع، ہشام، عروہ، عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے کسی خادم کو، نہ بیوی کو اور نہ کسی اور کو اپنے دست اقدس سے مارا

عورتوں کو کہاں تک بدنی سزا دی جاسکتی ہے

بابٌ ۱۲۳ مَا یُکْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَآءِ وَقَوْلِهٖ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ۔

حضورؐ نے فرمایا کہ انہیں صرف اتنا مارو کہ نشانات نہ پڑیں۔

۱۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی غلاموں کی طرح نہ پیٹے کہ پھر دن ختم ہو تو اس سے مجامعت کرنے بیٹھ جائے۔ (بخاری شریف کتاب النکاح)

۲۰۵۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنْبَأَ سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُنَّ إِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ فَضُرِبْنَ فَطَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَائِفُ نِسَاءٍ كَثِيرٍ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا فَلَا تَجِدُونَ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ۔

(سنن ابن ماجہ)

محمد بن الصباح ابن عیینہ زہری عبداللہ بن عبداللہ بن عمر یا ایاس بن عبداللہ بن الوذباب کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی بندیوں کو نہ مارو عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگی ہیں تو آپؐ نے مارنے کی اجازت دے دی ان پر پھر مار پڑنے لگی جس کی وجہ سے بہت سی عورتیں حضورؐ کے گھر جمع ہوگئیں جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا آج محمدؐ کے پاس رات ستر کے قریب عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئی تھیں ایسے لوگ اچھے نہیں ہوتے۔

مارنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ضَرباً غَیرَ مُبَرِّح
ایسی مار ہو جو ہلکی ہو۔ ایسی نہ ہو کہ جسم پر نشان پڑ جائیں اور چہرہ پر مارنے سے سختی سے منع
فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ۔ کہ اسے چہرے پر نہ مارنا۔

میاں اور بیوی دونوں اپنے اپنے دائرہ میں حاکم ہیں اور پوچھے جائیں گے

باب قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔
اپنے بیوی بچوں کو جہنم سے بچاؤ۔

۱۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ۔

حضرت عبد اللہ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا پس امام (بادشاہ) حاکم ہے اور اس سے (رعیت کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ ہر شخص اپنے اہل وعیال کا حاکم ہے اور ان کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اس سے پوچھا جائے گا غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا پس تم میں سے ہر ایک حاکم و نگران ہے اور ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری شریف کتاب النکاح)

بیوی اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے

باب ۱۲۰ المرأة راعية في بيت زوجها

۱۸۵۔ حدثنا عبدان اخبرنا عبد الله اخبرنا موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته والامير راع والرجل راع على اهل بيته والمرأة راعية على بيت زوجها وولده فكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک چرواہا (نگران) ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بادشاہ نگران ہے اور ہر آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے۔ پس ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

(بخاری شریف کتاب النکاح)

خاوند اپنے گھر کا نگران ہے

الرجل راع على اهله وهو مسئول

بخاری قوا انفسکم واهلیکم نارا (کتاب النکاح)

مرد اپنے بیوی بچوں پر نگران ہے۔ اور اپنی رعیت میں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

بیوی کا خاوند پر حق

باب ۱۱۹ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ اَبُوْجُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بیوی کا خاوند پر حق ہے حضرت ابوجحیفہ نے رسولِ خدا سے روایت کی ہے۔

۱۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزے رکھتے اور راتوں کو قیام کرتے ہو؟ میں نے جواب دیا: یارسول اللہ! یہی بات ہے فرمایا: ایسا نہ کرو بلکہ ایک روز روزہ رکھو اور دوسرے روز چھوڑ دو، قیام کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔ (بخاری شریف کتاب النکاح)

حضرت معاویہ رضؓ بن حیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ بیوی کا حق ہم پر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو خدا تمہیں کھانے کے لئے دے۔ وہ اسے کھلاؤ اور جو خدا تمہیں پہننے کے لئے دے۔ وہ اسے پہناؤ۔ اور اس کو تھپڑ نہ مارو۔ اور گالیاں نہ دو۔ اور اسے گھر سے نہ نکالو۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان مرد کسی بھی مسلمان عورت کے لئے کینہ یا عداوت نہ رکھے۔ اگر اس کو اس کی کوئی بات ناپسند ہے۔ تو اس کو اسی میں ہی کوئی اچھی بات مل جائے گی (مسلم)

بیوی کا ناراض ہو کر رات بھر خاوند کے بستر سے الگ سونا

بابُ ۱۱۵ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَۃُ مُھَاجِرَۃً فِرَاشَ زَوْجِھَا۔

۱۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ۔ (صحیح بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے لیکن وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں

۱۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَۃَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ زُرَارَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَۃُ مُھَاجِرَۃً فِرَاشَ زَوْجِھَا لَعَنَتْھَا الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی تَرْجِعَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے خاوند کے بستر پر آنے سے انکار کر دے تو اس پر فرشتوں کی لعنت ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ (صحیح بخاری شریف)

بیوی کا فرض

لَا تُؤَدِّی الْمَرْاَۃُ حَقَّ رَبِّھَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ زَوْجِھَا (ابن ماجہ)

کوئی عورت خدا تعالےٰ کا حق ادا کرنے والی سمجھی نہیں جا سکتی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرتی۔

حصولِ علم ایک فریضہ

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ۔

ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

بیوی کا خاوند کی مرضی کیخلاف گھر سے نکلنا

قَالَ النَّبِیُّ صلعم اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَۃُ مِنْ بَیْتِہَا وَ زَوْجُہَا کَارِہٌ لَعَنَہَا کُلُّ مَلَکٍ فِی السَّمَآءِ وَکُلُّ شَیْءٍ مَرَّتْ عَلَیْہِ غَیْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰی تَرْجِعَ۔ (کشف الغمہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے۔ تو آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے اور جن وانس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے۔ پھٹکار بھیجتی رہتی ہے۔ تاوقتیکہ وہ واپس نہ ہو۔

اپنی ضروریات کے لئے عورت گھر سے نکل سکتی ہے

قد اذن اللہ لکن ان تخرجن لحوائجکن

(بخاری، باب خروج النساء الحوائجھن و فی ھذا المعنی، حدیث فی المسلم باب اباحۃ الخروج النساء لقضاء حاجۃ النساء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لئے گھر سے نکل سکتی ہو۔

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو دینار تم اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ جو دینار تم غلام آزاد کرنے کے لئے دیتے ہو۔ اور جو دینار تم غریب کو دیتے ہو۔ اور جو دینار تم بیوی بچوں پر خرچ کرتے ہو۔ ان میں سے زیادہ مقبول وہ دینار ہیں۔ جو تم اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتے ہو (مسلم)

اجازت کے بغیر عورت خاوند کے مال سے صدقہ نہ کرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عورت اپنے خاوند کے مال سے کوئی چیز اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گی۔ تو اس کا اجر اس کے خاوند کو ملے گا اور گناہ عورت پہ ہوگا۔ اور یہ کہ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نہ نکلے۔

لا تصدق بشیءٍ من بَیْتِہٖ اِلَّا باذنہٖ فان فعلتْ کانَ لَہٗ الْاَجْرُ وعلیھا وِزْرٌ لاتخرج مِنْ بَیْتِہٖ اِلَّا باذنہٖ۔

سوائے اس کے کہ خاوند نے صدقہ وخیرات کرنے کے لئے یا کسی اور خرچ کی اپنے مال میں سے اجازت دے رکھی ہو۔ یا گھر سے باہر کسی کام یا ضرورت یا کسی کو ملنے کے لئے اجازت دے رکھی ہو۔ ہاں اپنے مال اور جائیداد میں سے جس پہ خاوند کا کوئی حق نہیں وہ جسقدر چاہے وہ چندہ دے جس قدر چاہے صدقہ وخیرات کرے۔ خدا تعالےٰ کو یہ پسند نہیں۔ کہ عورت کس قدر چندہ وصدقہ دیتی ہے۔ خدا کو یہ پسند ہے کہ وہ خاوند کی کس قدر فرمانبرداری کرتی ہے۔ جو خاوند کی فرمانبرداری کے خلاف کام کرے گی۔ اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ کام اِس کے لئے موجب گناہ ہوگا۔

بہنوں اور بیٹیوں کی نیک تربیت

مَنْ لَّهٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ وَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهٖ
تَكُنْ لَّهٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ۔ (الادب المفرد)

جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں یا بیٹیاں یا بہنیں اور وہ ان کے وجود پر گھبراہٹ کا اظہار نہ کرے ان کی اچھی تربیت کرے اور اپنی طاقت کے مطابق انہیں اچھا لباس پہنائے تو وہ اسے جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہوں گی۔

من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمۃ انا وھو وضم
اصابعہٗ۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ والادب)

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بلوغ تک پہنچ گئیں۔ تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے۔ جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

اطاعت شوہر

لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ
لِزَوْجِهَا۔ (ترمذی)

اگر میں کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

بیوی خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ رکھے
اور اس کی بغیر اجازت کسی کو گھر میں نہ آنے دے

۱۸۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا یَحِلُّ لِلْمَرْاَۃِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُھَا شَاھِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَمَآ اَنْفَقَتْ مِنْ بِنَفَقَۃٍ عَنْ غَیْرِ اَمْرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَدّٰی اِلَیْہِ شَطْرُہٗ وَرَوَاہُ اَبُوالزِّنَادِ اَیْضًا عَنْ مُّوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فِی الصَّوْمِ ۔

(صحیح بخاری شریف کتاب النکاح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے خاوند کی موجودگی میں (نفلی) روزہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور کسی کو اس کے گھر میں اجازت نہ دے مگر اس کی اجازت سے اور اگر وہ خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرے گی تو اس کے ایک حصہ کی ذمہ دار ہوگی ۔ ابوالزناد، موسیٰ، ان کے والد نے حضرت ابوہریرہ سے روزے کے بارے میں اسی طرح روایت کی ہے ۔

خانگی فرائض کی ادائیگی جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے

مَنْ قَعَدَتْ مِنْکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا فَاِنَّھَا تُدْرِکُ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔

(ابن کثیر زیر آیت وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ)

جو عورت گھر میں وقار سے رہتی ہو اور اپنے خانگی فرائض ادا کر رہی ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کا اجر دیا جاتا ہے ۔

بہترین عورت

خَیْرُ النِّسَآءِ امْرَاَۃٌ اِذَا نَظَرْتَ اِلَیْھَا سَرَّتْکَ وَاِذَا اَمَرْتَھَا اَطَاعَتْکَ

وَاِذَا غِبْتَ عَنْهَا حَفِظَتْكَ فِیْ مَالِكَ وَنَفْسِهَا۔

بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تیرا دل خوش ہو جائے اور جب تو اس کو حکم دے تو وہ بہترین اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تیرے مال اور اپنے نفس میں تیرے حق کی حفاظت کرے۔

نیک عورت بہترین نعمت

لَیْسَ مِنْ مَتَاعِ الدُّنْیَا شَیْءٌ اَفْضَلُ مِنَ الْمَرْاَۃِ الصَّالِحَۃِ۔

نیک عورت سے بہتر دُنیا کی کوئی چیز نہیں۔ (ابنِ ماجہ)

میاں بیوی میں تفرقہ ڈالنے والا۔

قال النبی صلعم من افسد امراۃ علی زوجھا فلیس منا

(کشف الغمہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی کسی عورت کے تعلقات اس کے شوہر سے خراب کرنے کی کوشش کرے اس کا کچھ تعلق ہم سے نہیں۔

آپؐ کو عورتوں کے جذبات کا اس قدر احساس تھا۔ کہ آپؐ ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے کہ جو لوگ باہر سفر کے لئے جاتے ہیں۔ انہیں جلدی گھر واپس آنا چاہیئے۔ تاکہ ان کے بال بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جب کوئی شخص اپنی ان ضرورتوں کو پورا کرے۔ جس کے لئے انہیں سفر کرنا پڑا تھا۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کا خیال کر کے جلدی واپس آئے۔ (بخاری شریف و مسلم)

آپؐ کا اپنا طریق یہ تھا۔ کہ جب سفر سے واپس آتے تھے۔ تو دن کے وقت شہر میں داخل ہوتے تھے۔ اگر رات آجاتی تھی۔ تو باہر ہی ڈیرہ ڈال دیتے تھے۔ اور صبح کے وقت شہر میں داخل ہوتے تھے۔ اور ہمیشہ اپنے اصحاب کو منع فرماتے تھے۔ کہ اس طرح اچانک گھر میں آکر اپنے اہل و عیال کو تنگ نہیں کرنا چاہیئے۔

(بخاری و مسلم)

اس میں آپؐ کے مدِ نظر یہ حکمت تھی کہ عورت اور مرد کے تعلقات جذباتی ہوتے ہیں مرد کی غیر حاضری میں اگر عورت نے اپنے لباس اور جسم کی صفائی کا پورا خیال نہ رکھا ہو۔ اور خاوند اچانک گھر میں آ داخل ہو۔ تو ڈر ہوتا ہے۔ کہ وہ محبّت کے جذبات جو مرد عورت کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان کو کوئی ٹھیس نہ لگ جائے۔ پس آپؐ نے ہدایت فرمادی۔ کہ انسان جب بھی سفر سے واپس آئے۔ دِن کے وقت گھر میں داخل ہو۔ اور بیوی بچّوں کو پہلے خبر دے کر داخل ہو۔ تاکہ وہ اس کے استقبال کے لئے پوری تیاری کرلیں۔

(ترجمہ از دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی)

عورتوں کے جذبات کا اتنا خیال تھا۔ کہ ایک دفعہ نماز میں آپؐ کو ایک بچّہ کے رونے کی آواز آئی تو آپؐ نے نماز جلدی جلدی پڑھا کر ختم کر دی۔ پھر فرمایا۔ ایک بچّہ کے رونے کی آواز آئی تھی۔ مَیں نے کہا اس کی ماں کو کتنی تکلیف ہو رہی ہوگی۔ چنانچہ مَیں نے نماز جلدی ختم کر دی۔ تاکہ ماں اپنے بچّہ کی خبر گیری کر سکے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

قوارِیر۔ قوّامون (طبع دوم) شمارہ ۹/۷ تعداد ایک ہزار، کتابت زاہد محمود، وائی آئی پرنٹنگ پریس